﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا*﴾ (بنى إسرائيل: ٨٠)

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلی نصیر أحمد قمر

جلد ۱ جمعہ ۱۱ر مارچ ۱۹۹۴ء ○ ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ شمارہ ۱۰

القرآن الحکیم

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑩ (سورہ صف آیت ۱۰)

وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہوگئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا بعد اس کے کہ بہت دور ہوگیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں"۔ (کتاب البریہ)

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کردوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہوکر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہوچکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگادوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے"۔ (لیکچر لاہور)

"چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپؐ کے زمانے کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپؐ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا۔ کیونکہ جو آخری کام تھا وہ اس زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہوجائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ پر ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس کی تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اس نائب النبوۃ کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑩

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے - - - ۔ اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا"۔ (چشمہ معرفت)

ڈپٹی کمشنر جھنگ کے حکم سے الفضل کی انتظامیہ پر مزید مقدمات

معلوم ہوا ہے کہ روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر کے خلاف ڈپٹی کمشنر جھنگ کے حکم سے چار مزید مقدمات ۱۶ فروری ۱۹۹۴ء کو زیر دفعات ۲۹۸۔ سی تھانہ ربوہ میں درج ہوئے۔

پہلا مقدمہ ماہ ستمبر کے ۷ شماروں پر
دوسرا مقدمہ ماہ نومبر کے ۹ شماروں پر
تیسرا مقدمہ ماہ اکتوبر کے ۹ شماروں پر
چوتھا مقدمہ ماہ ستمبر کے مزید ۳ شماروں پر
درج ہوا۔

یاد رہے کہ الفضل کے ایڈیٹر مولانا نسیم سیفی صاحب، پرنٹر قاضی منیر احمد صاحب اور پبلشر آغا سیف اللہ صاحب نیز ماہنامہ انصار اللہ کے ایڈیٹر مرزا محمد دین صاحب ناز اور پبلشر چودھری محمد ابراہیم صاحب مورخہ ۷ فروری سے زیر دفعہ ۲۹۵۔ سی یعنی توہین رسالت کے مقدمہ میں پہلے ہی جیل میں ہیں۔

تدفین میں رکاوٹ

چک ۵۔ ۱۴۔ایل ضلع ساہیوال سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ گاؤں میں واحد احمدی فیملی مکرم چودھری محمد شریف گجر کی ہے۔ ۱۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو ان کے ایک نوجوان بیٹے طاہر احمد جو ڈرائیور تھے ایک حادثہ میں موقع پر ہی وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

گاؤں کے معززین نیز گجر برادری نے یہ فیصلہ کیا کہ میت کو گاؤں کے قبرستان میں ہی دفن کیا جائے مگر گاؤں کے شرپسند مولوی نے شور مچایا اور میاں چنوں کے مدرسہ غوثیہ سے فتویٰ لے آیا کہ احمدی میت کو عام مسلمان قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ جب قبر پوری تیار ہوچکی تو ملاں کے شور کی وجہ سے تمام معززین وہاں سے چلے گئے۔ اس وقت مکرم چودھری محمد اسلم صاحب جو چودھری محمد شریف گجر کے بھائی ہیں انہوں نے میت کو اپنی زمین میں دفنانے کی اجازت دی اور اس طرح ایک احمدی نوجوان کی میت کی تدفین ہوئی۔

اداریہ

سلامتی اس کا مقدر ہے

ہمارے سید و مولا، خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا

«اَلاَ مَنْ اَدْرَکَہُ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ السَّلاَمَ.»

کہ غور سے سنو جسے بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو انہیں میرا سلام ضرور پہنچائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک اپنے اندر بہت سے پیغامات رکھتا ہے۔ اس ارشاد مبارک سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند مرتبہ و مقام پر بھی روشنی پڑتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس عظیم روحانی فرزند سے جو خاص محبت اور پیار کا تعلق تھا وہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو نصیحت فرماتے ہیں کہ دیکھو جب مسیح موعود ظاہر ہو گا تو چونکہ وہ میرے بعد میری امت میں میرا خلیفہ ہو گا اس لئے تم اس پر ایمان لاکر اسے سلام کے تحفے پیش کرنا اور اس کے کاموں میں اس کے معاون اور مددگار بننا اور ان لوگوں میں شامل نہ ہونا جو اسکی تکفیر و تکذیب پر آمادہ ہونگے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم پہنچایا یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک پیش گوئی ہے نہ عوام کی طرح معمولی سلام۔ اور پیش گوئی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بشارت دیتے ہیں کہ جس قدر مخالفین کی طرف سے فتنے اٹھیں گے اور کافر و دجال کہیں گے اور عزت اور جان کا ارادہ کریں گے اور قتل کے لئے فتوے لکھیں گے خدا ان سب باتوں میں ان کو نامراد رکھے گا اور تمہارے شامل حال سلامتی رہے گی۔ اور ہمیشہ کے لئے عزت اور بزرگی اور قبولیت اور ہر ایک ناکامی سے سلامتی صفحہ دنیا میں محفوظ رہے گی جیسا کہ السلام علیکم کا مفہوم ہے"۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷، ص ۴۵ حاشیہ)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی بھی نہایت عظمت اور شان کے ساتھ پوری ہوئی بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ؑ کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کے بعد ایسا ہی ظہور میں آیا۔ مخالفین کی طرف سے تکفیر و تکذیب کا ایک شور دنیا میں ڈالا گیا۔ آپکے خلاف حکام کو اکسایا گیا، جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور قتل کے فتوے دیئے گئے۔ سراسر جھوٹ اور افتراء سے کام لیتے ہوئے عوام الناس کو آپ سے اور آپ کی جماعت سے بیزار کرنے کی کوشش کی گئی۔ آپ کی مخالفت کے جوش میں مولویوں نے باہم ایسا اتفاق کیا کہ انہیں باہمی اختلافات بھی بھول گئے اور دوسری قوموں کے پنڈتوں اور پادریوں کو بھی حتی الوسع اپنے ساتھ ملالیا اور زمین آپ کی دشمنی کے جوش سے یوں بھر گئی جیسے کوئی برتن زہر سے بھر جائے۔ غرضیکہ آپ کو ذلیل اور ہلاک کرنے کے لئے ہر ممکن تدبیر عمل میں لائی گئی۔

لیکن جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ السَّلاَمَ» کے مبارک الفاظ میں مسیح موعودؑ کے حق میں سلامتی کی بشارت دی تھی آپ کے تمام مخالف مولوی اور ان کے ہم جنس اپنی کوششوں میں ناکام و نامراد رہے۔ وہ جو آپ کی ہلاکت اور آپ کی ذلت اور ادبار کے درپے تھے وہ خود ہلاک ہوئے اور ذلت و رسوائی ان کے حصہ میں آئی اور ہر ایک تیر جو آپ پر چلایا گیا خدا تعالیٰ نے وہی تیر دشمنوں کی طرف واپس لوٹا دیا۔ جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

ابھی چند سال قبل ہی کی بات ہے پاکستان کے مطلق العنان فوجی حکمران جنرل ضیاء الحق نے ایک نہایت ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے "علیہ السلام" کی اصطلاح استعمال کرنے کی صورت میں احمدیوں کے لئے بھاری جرمانے اور شدید قید و بند بلکہ موت تک کی سزائیں تجویز کی گئیں۔ اس کا یہ اقدام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح حکم" فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ السَّلاَمَ» کی صریح نافرمانی پر مبنی تھا ــــ نتیجہ کیا نکلا؟ وہ بدنصیب خود ہمیشہ کے لئے سلامتی سے محروم کر دیا گیا اور نہایت ذلت اور رسوائی کے ساتھ اس طرح نابود ہوا کہ اس کا جسم بھی سلامت نہ رہا اور جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔

ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر ۔۔۔ بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر
خدا نے ان کی عظمت سب اڑادی ۔۔۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اے کاش کہ لوگوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تخفیف کی نگاہ سے نہ دیکھیں بلکہ دل و جان سے اس کی عزت اور قدر کرتے ہوئے مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر ایمان لاکر آپ پر درود و سلام بھیجیں اور ان برکتوں سے حصہ پائیں جو اطاعت رسول سے وابستہ کی گئی ہیں۔

احادیث النبی ﷺ

◎— عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ و مسلم و مسند احمد ص ۳۳۶)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیلِ مسیح مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

◎— یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلاً یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ۔ (مسند احمد ص ۱۵۶)

تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ (انشاء اللہ تعالیٰ) عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائے گا وہی امام مہدی اور حکم و عدل ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

◎— عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَنْزِلَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُقْسِطًا وَاِمَامًا عَدْلاً فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی بن مریمؑ وخروج یاجوج وماجوج)

◎— اَلَا اِنَّ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ وَلَا رَسُوْلٌ، اَلَا اِنَّہٗ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ، اَلَا اِنَّہٗ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا، اَلَا مَنْ اَدْرَکَہٗ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ (طبرانی الاوسط والصغیر)

خبردار رہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کردے گا اور جزیہ ختم کردے گا (یعنی اسکا رواج اٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا سلام ضرور پہنچائے۔

سب سے زیادہ نحوست کسی قوم پر عبادت سے دوری ہے

چاند اور سورج گرہن

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے دو عظیم الشان آسمانی گواہ

اَلْقَمَرُ یَھْدِیکُمْ اِلٰی نُورِ الْھُدٰی

چاند تمہیں ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے

وَالشَّمْسُ تَدْعُوکُمْ اِلَی الْاِیْمَانِ

اور سورج تمہیں ایمان کی طرف بلا رہا ہے

احادیث نبویہ میں خبر دی گئی تھی کہ سچے مہدی کے ظہور کی یہ علامت ہوگی کہ اس کی تائید میں آسمان پر دو خاص نشان ظاہر ہونگے۔ اور جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ چنانچہ چوتھی صدی ہجری کے بلند پایہ محدث حضرت علی بن عمر البغدادی الدارقطنی (۳۰۶ھ تا ۳۸۵ھ/۹۱۸ء تا ۹۹۵ء) نے اپنی سنن دارقطنی میں حضرت امام باقر محمد بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث درج کی ہے:۔

«انَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ. يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ.»
(سنن دارقطني، باب صفة صلوة الخسوف والكسوف وهيئتهما)

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں چاند کو (اس کی مقررہ راتوں میں سے) اول رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو (اس کے مقرر کردہ دنوں میں سے) درمیان میں گرہن لگے گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں کبھی کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔

قرآن کریم کی آیت

﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ* وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ*﴾ (القيامة: ۹-۱۰)

میں بھی اسی گرہن کی طرف اشارہ تھا۔ اسی طرح انجیل متی اور یوئیل نبی کی کتاب وغیرہ اور صلحائے امت محمدیہ کی کتب میں بھی اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس غیر معمولی پیش گوئی کو اسلاف اور بزرگان امت نے اپنے اپنے انداز میں پیش کیا ہے اور شیعہ اور سنی دونوں کی کتب حدیث میں یہ مشہور و معروف پیش گوئی ظہور مہدی کی علامت قرار دی گئی ہے۔

ہم یہاں چند حوالوں کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ معلوم ہوسکے کہ علامہ دارقطنی کی روایت کے مصدق اور لوگ بھی ہیں اور جو لوگ اس روایت سے متعلق اپنے انسانی ظن سے کام لیتے ہیں، وہ جان لیں کہ اس پیش گوئی کو اہمیت نہ دینا اور معمولی سمجھ کر ٹال دینا قطعاً روا نہیں ہے۔

۱۔ **کتاب الفتاویٰ الحدیثیہ** از علامہ شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر کی طبع اول مطبوعہ مصر ص ۳۰ پر لکھا ہے:۔

«وَمِمَّا جَاءَ عَنْ أَكَابِرِ أَهْلِ الْبَيْتِ فِيهِ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ: لِمَهْدِيِّنَا آيَتَانِ لَمْ يَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ. يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ يَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ.» (الفتاوى الحديثيّة ص ۲۰)

ترجمہ:۔ اور جو باتیں اہل بیت کے اکابر کی طرف سے مروی ہیں ان میں محمد بن علی کا یہ قول بھی ہے کہ (آنحضرتؐ نے فرمایا): ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں کہ جب سے اللہ نے آسمان اور زمین تخلیق کئے ہیں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ (اور وہ یہ ہیں کہ) چاند کو رمضان میں (اس کی گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو اسی رمضان میں (گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا اور یہ دو گرہن (بطور نشان صداقت) جب سے اللہ نے آسمان اور زمین بنائے ہیں کبھی (کسی کے لئے) ظاہر نہیں ہوئے۔

۲۔ **اکمال الدین** : از محدث اکبر شیخ ابو جعفر الصدوق محمد بن علی بن حسین بن بابویہ القمی المتوفی ۳۸۱ھ مطبوعہ مطبع حیدریہ نجف۔ اس کتاب میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا ذکر موجود ہے۔ مگر ان کا انداز بیاں یوں ہے کہ جب سے حضرت آدم علیہ السلام کا ھبوط الی الارض ہوا ہے اس وقت سے ایسا غیر معمولی گرہن کا نشان ظہور میں نہیں آیا۔
(اکمال الدین صہ ۶۱۴)

۳۔ **کتاب بحار الانوار** : از رئیس العلماء، امام محمد باقر بن محمد تقی اصفہانی میں حضرت ابو جعفر کی روایت درج ہے اور روایت کا مضمون مذکورہ کتاب ـ اکمال الدین ـ سے ملتا جلتا ہے۔ صاف صاف اور کھلے لفظوں میں ماہ رمضان میں چاند اور سورج گرہن کے نشان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ گویا یہ روایت بھی دارقطنی کی روایت کی مصدق ہے۔
(بحار الانوار جلد ۱۳ صہ ۱۵۸)

۴۔ **دیوان حضرت شیخ نعمت اللہ ولیؒ** ۵۶۰ھ۔ آپ نواح دہلی کے رہنے والے تھے اور آپ کا شمار ہندوستان کے ولیوں میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

قدرت کردگار می بینم
حالت روزگار می بینم
از نجوم ایں سخن نمی گویم
بلکہ از کردگار می بینم

ترجمہ:۔ میں اللہ کی قدرت دیکھتا ہوں اور دنیا کی حالت کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ یہ جو میں بیان کر رہا ہوں اس میں نجوم کا کوئی عمل دخل نہیں۔ بلکہ جو دیکھ رہا ہوں وہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ اپنی اس طویل نظم میں آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں
ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وہ مہدی وقت بھی ہو گا اور اس دور کا عیسیٰ بھی وہ ان دونوں صفات کا حامل ہو گا۔

اور چاند اور سورج گرہن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ماہ را رو سیاہ می نگرم
مہر را دل فگار می بینم

ترجمہ: میں چاند کو تاریک اور سورج کو دلفگار دیکھتا ہوں۔

ان کے مذکورہ بیان کی روشنی میں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے چاند اور سورج گرہن کی جس حالت کا تذکرہ کیا ہے وہ کسی غیر معمولی گرہن کی حالت ہی ہو سکتی ہے۔ پس "چاند کی رو سیاہی" اور سورج کی "دلفگاری" کے حوالے سے ہر دو کے گرہن کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چونکہ وہ اپنے علم کو علم لدنی قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ انہوں نے کسوف خسوف کی پیش گوئی کے مطالعہ کے بعد ہی یہ لکھا ہے کہ چاند اور سورج دونوں بے نور ہو کر رہ جائیں گے۔ اس مضمون کو انہوں نے "روسیاہ" اور "دلفگار" کے کنائے سے بیان کیا ہے۔
(دیوان حضرت شیخ نعمت اللہ ولیؒ)

سورج کے دلفگار ہونے میں غالباً سورج کے Annular Total گرہن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سورج گرہن کی چار قسموں میں سے یہ نادر الوقوع ہے۔ جس میں سورج کا قلب (درمیانی حصہ) تاریک ہوتا ہے۔ دلفگار سے مراد سورج کے دل (درمیانی حصہ) کے تاریک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۵۔ **حجج الکرامہ فی آثار القیامۃ**۔ از نواب صدیق حسن خان محدث۔

نواب صدیق حسن خان کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، وہ ایک جید عالم، مفسر قرآن، محدث اور مستند عربی دان اور فارسی کے دانشور کے طور پر ہندوستان بلکہ اسلامی ممالک میں بھی شہرت رکھتے ہیں۔ ان کی بعض کتب جو عربی زبان میں ہیں دیگر اسلامی ملکوں میں چھپ کر خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صہ ۳۴۴ میں "مہدی موعود" کے لئے ظہور میں آنے والے نشان عظیم۔ چاند گرہن اور سورج گرہن۔ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"محمد بن علی گفتہ مہدی را دو آیت است کہ نبودہ از روزے کہ خدا آسمان ہا و زمین آفرید۔ کسوف گیرد ماہتاب در شب اول از ماہ رمضان و آفتاب در نصف رمضان و اجتماع ایں ہر دو کسوف در ماہی گاہی نبودہ"۔
(حجج الکرامہ صہ ۳۴۴ مطبوعہ ۱۲۷۱ھ مطبع شاہجہانی بھوپال)

ترجمہ:۔ محمد بن علی نے فرمایا مہدی کے دو نشان ہیں جب سے خدا نے آسمان اور زمین پیدا کئے یہ پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو ماہ رمضان کی پہلی رات کو اور سورج کو نصف رمضان میں گرہن لگے گا۔ اور یہ دونوں گرہن (پہلے کبھی) ایک ہی مہینے میں وقوع پذیر نہیں ہوئے ہونگے۔

امام محمد بن علی کی مذکورہ روایت بیان کرنے کے بعد انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی، امام ربانی شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات جلد دوم سے اپنی تائید میں ایک حوالہ کسوف خسوف کے ظاہر ہونے اور اسے "مہدی موعود" کے ظہور کی علامت قرار دینے کے لئے درج کیا۔ گویا دونوں بزرگوں نے اس غیر معمولی گرہن کے نشان کو "مہدی موعود" کے ظہور سے وابستہ کیا ہے۔ اس طرح دونوں نے علامہ دار قطنی کی روایت کی تصدیق کی ہے۔

۶۔ مکتوبات امام ربانی جلد دوم از حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی"

شیخ احمد سرہندی جو الف ثانی کے مجدد کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ اپنے زہد و تقویٰ اور پارسائی کی طرح علم و فضل میں بھی نابغہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان کا علامہ دارقطنی کی روایت کی تصدیق کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کی نظر میں علامہ دارقطنی اور ان کی کتاب "سنن دار قطنی" کا کیا مقام تھا؟ ان کا بغیر کسی جرح کے اس روایت کو قبول کرنا اور پھر اسے "مہدی موعود" کے لئے نشان کے طور پر پیش کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ لیجئے ان کی فارسی عبارت پیش کی جاتی ہے:۔

"در زمان ظہور سلطنت او در چہار دہم شہر رمضان کسوف شمس خواہد شد و در اول آں ماہ خسوف قمر بر خلاف عادت زمان و بر خلاف حساب منجمان"

(مکتوبات ربانی امام ربانی جلد ۲ صہ ۱۳۲)

ترجمہ: اس مہدی کی سلطنت کے ظہور کے زمانہ میں چودھویں ماہ رمضان کو سورج گرہن لگے گا۔ اور اسی مہینے کے آغاز میں چاند گرہن ہو گا اور (ایسا ہونا) زمانے کے معمول اور نجومیوں کے حساب کے خلاف ہو گا۔

حضرت شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوب میں عربی روایت کا ترجمہ فارسی زبان میں کرتے ہوئے "اول لیلۃ" اور "فی النصف منہ" کا صرف لفظی ترجمہ کیا ہے اس ترجمے سے غلط فہمی کے احتمال کا احساس کرتے ہوئے علامہ نواب صدیق حسن خان محدث نے اپنی کتاب "حجج الکرامہ" میں کسوف خسوف کا جہاں ذکر کیا ہے وہاں انہوں نے حضرت شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات جلد ثانی کا مذکورہ حوالہ اپنی تائید میں نقل کیا ہے۔ مگر حوالے کے معابعد یہ عبارت لکھ کر انہوں نے التباس معانی کو ختم کر دیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:۔

"گویم خسوف قمر نزد اہل نجوم تا قبل شمس بر ہیئت مخصوص می شود و در غیر تاریخ سیزدہم و چہاردھم و پانزدھم اتفاق نمی افتد و ہم چنیں کسوف شمس نزد اقتران قمر بر شکل خاص در غیر تاریخ بست و ہفت و بست و ہشت و بست و نہم نمی شود۔ پس وقوع ایں ہر دو در ماہ واحد در غیر تواریخ مذکورہ مخالف حساب نجوم است و غرابت دارد و اما از قدرت قادر قدیر ہیچ مستغرب نیست"

(حجج الکرامہ صہ ۳۴۴)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اہل نجوم کے نزدیک چاند کو ایک مخصوص شکل میں سورج کے سامنے آ جانے سے گرہن لگتا ہے جو ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ تاریخوں میں لگتا ہے اور ان کے سوا دوسری تاریخوں میں نہیں لگتا۔ اسی طرح ایک خاص شکل میں سورج کے چاند کے ساتھ اجتماع سے اسے ۲۷، ۲۸، اور ۲۹ تاریخوں میں گرہن لگتا ہے اور ان کے سوا دوسری تاریخوں میں نہیں لگتا۔ پس ان دونوں کو مذکورہ تاریخوں میں گرہن لگنا اور دوسری تاریخوں میں نہ لگنا علم نجوم کے حساب سے تو ایک عجوبہ ہے لیکن قادر خدا کی قدرت کے آگے کچھ عجیب نہیں۔

اس حوالے سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ چاند گرہن کے لئے تین راتیں مقرر ہیں یعنی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں۔ اسی طرح سورج گرہن کے لئے بھی تین دن مقرر ہیں یعنی ستائیسواں، اٹھائیسواں اور انتیسواں دن۔ پس اس لحاظ سے اول لیلہ سے خسوف قمر کی تین راتوں میں سے پہلی رات مراد ہے اور فی النصف منہ سے کسوف شمس کے تین دنوں میں سے درمیانہ دن مراد ہے۔

۷۔ احوال الآخرت ۔ منظوم پنجابی از حافظ محمد بن مولوی بارک اللہ ساکن لکھو کے مطبوعہ حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور۔

علامہ دارقطنی کی عربی روایت کو زیر نظر رکھتے ہوئے حضرت حافظ محمد لکھو کے والوں نے اپنی شہرہ آفاق منظوم پنجابی کتاب "احوال الآخرت" میں ایک باب بعنوان "بیان علامت کبریٰ قیامت کہ اول ظہور مہدی است" تحریر کیا ہے۔ اس باب کے پانچویں شعر میں انہوں نے "ظہور مہدی" کی غیر معمولی علامت ــ چاند گرہن اور سورج گرہن ــ کو نہایت عمدگی سے پیش کیا ہے۔ ان کا وہ تاریخی شعر یہ ہے۔

تیرھویں چن ستیہویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ایہہ ہک روایت والے

(احوال الآخرت صہ ۲۳ شعر نمبر ۵)

یاد رہے کہ زیر نظر روایت میں چاند گرہن کے لئے رمضان کی تیرھویں رات اور سورج کے لئے اٹھائیسواں دن مذکور ہے ۔ مگر مذکور شعر میں ستائیسویں کا ذکر ہے۔ یہ سہو کتابت ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بشری کوتاہی کی طرف اپنی کتاب "حقیقتہ الوحی" ص ۲۰۵ کے حاشیے پر یہ عبارت لکھ کر اشارہ فرمایا ہے:۔

"شعر میں "ستائیسویں" کا لفظ سہو کاتب یا خود مولوی صاحب سے بباعث بشریت سہو ہو گیا، ورنہ جس حدیث کا یہ شعر ہے اس میں بجائے "ستائیسویں" کے "اٹھائیسویں" تاریخ ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲۔ حقیقتہ الوحی ص ۲۰۵ حاشیہ)

اسی حوالے کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دوسرے بزرگ کا فارسی شعر درج فرمایا ہے جو گرہن کے سن ہجری کو ظاہر کرتا اور یہ بتاتا ہے کہ یہ گرہن "مہدی موعود" کے ظہور کا نشان ہو گا۔ وہ شعر اور آپ کا تبصرہ یہ ہے:۔

"پھر دوسرے بزرگ جن کا شعر صدہا سال سے مشہور چلا آتا ہے۔ یہ لکھتے ہیں:

در سن غاشی ۱۳۱۱ ہجری دو قران خواہد بود
از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

یعنی چودھویں صدی جب چاند اور سورج کا ایک مہینہ میں گرہن ہو گا تب وہ "مہدی معہود" اور "دجال" کے ظہور کا ایک نشان ہو گا۔ اس شعر میں ٹھیک سن کسوف خسوف درج ہوا ہے"

(حقیقتہ الوحی صہ ۲۰۵ [۱۹۸ پرانا])

"غاشی" کے ابجد کے حساب سے ۱۳۱۱ عدد بنتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

غ = ۱۰۰۰
ا = ۱
ش = ۳۰۰
ی = ۱۰ میزان = ۱۳۱۱

علامہ دارقطنی کی روایت جو حضرت امام باقر کی سند سے انہوں نے اپنی کتاب "سنن دار قطنی" میں درج کی ہے اس کی تائید و تصدیق کے لئے ہم نے سات معتبر اور مستند حوالے پیش کئے ہیں۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو مزید حوالے بھی موجود ہیں ۔ اہل فکر و نظر کے لئے ان کا ذکر اجمالی طور پر کیا جاتا ہے۔

۱ ۔ عقائد اسلام از مولانا عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ ۱۲۹۲ھ صہ ۱۸۲

۲ ۔ قیامت نامہ (فارسی) از حضرت شاہ رفیع الدین" محدث دہلوی صہ ۴

۳ ۔ اقتراب الساعتہ (اردو) از نواب نور الحسن ابن نواب صدیق حسن بھوپال۔ صہ ۱۰۶ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۰۱ھ۔

۴ ۔ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۸ "اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔"

۵ ۔ سکھ مذہب کی مقدس کتاب گرنتھ صاحب جی میں بھی گرہن کا ذکر موجود ہے۔

(گرنتھ صاحب آد، محلہ ۴، ص ۲۴۰۵، ۲۴۰۶)

۶ ۔ ہندومت کے مہاتما سور داس جی نے بھی پیش گوئی لکھی ہے کہ کلکی اوتار کے ظاہر ہونے پر سورج گرہن اور چاند گرہن ہو گا۔

(سور ساگر مجموعہ کلام مہاتما سورداس جی منقول از چیتاونی (اردو) صہ ۱۰۲ــ۱۰۳، مطبوعہ ۱۹۴۲ء مولفہ پرم ہنس شری پنڈت راج نرائن شاستری۔ چیتاونی آفس رجسٹرڈ گوڑ گانواں پنجاب بھارت)

الغرض چاند گرہن اور سورج گرہن ایسا غیر معمولی نشان ہے کہ آنے والے "مہدی موعود" اور اوتار کے لئے قریباً ہر مذہب کی تعلیم میں کسی نہ کسی رنگ میں اس کے ظہور کا پتہ ملتا ہے۔ ۱۸۹۴ء میں یہ نشان پوری آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہوا۔

یہ چاند اور سورج کا گرہن جسے ہزاروں سال سے سچے مہدی کی شناخت کا معیار قرار دیا جاتا تھا۔ جب ظاہر ہوا تو مولویوں نے ہدایت حاصل کرنے کی بجائے ازراہ تعصب قسم قسم کے اعتراضات شروع کر دئے۔ کبھی حدیث کو ضعیف اور مجروح قرار دیا اور کہا کہ اس کے راویوں میں سے بعض راوی فاسق اور مبتدع ہیں اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور کبھی یہ کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں بلکہ امام باقر" کا قول ہے۔ کبھی کہا کہ حدیث کے الفاظ کے مطابق رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن نہیں ہوا ۔ اسی طرح سورج گرہن بھی رمضان کی پندرہ تاریخ کو نہیں ہوا ۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان اعتراضات کے جوابات نہایت معقول اور مدلل طریق سے بہ شرح و بسط اپنی مختلف کتب میں تحریر فرمائے۔ اس سلسلہ میں خاص طور پر حضور علیہ السلام کی درج ذیل کتب میں تفصیلی بحث موجود ہے۔ نورالحق حصہ دوم (عربی) ۔ ضمیمہ انجام آتھم ۔ تحفہ گولڑویہ ۔ حقیقتہ الوحی اور چشمہ معرفت ۔ ذیل میں ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں معاندین کے بعض اعتراضات کے جوابات پیش کرتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۵

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

PROGRAMME TIMINGS

ASIA AND MIDDLE EAST
7.00 am to 7.00 pm [London, U.K.]

EUROPE
Monday to Sunday
1-00pm to 3-55pm

TELEPHONE AND FAX NUMBERS FOR INFORMATION COMMENTS OR MESSAGE

Tel: + 44 - 81 - 870 0922 Fax: + 44 - 81 - 871 0684

LIVE TRANSMISSION FROM UNITED KINGDOM

Tilawat Manzoom Kalam Malfoozat

VARIETY OF PROGRAMMES INCLUDING

Majlis Irfan Speeches
Hazur replying to letters and messages of viewers

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	9 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3825 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	
Timings (London Time)	13.30 - 16.00	10.00 - 16.00	13.30 - 14.30	13.30 - 14.30

Radio = Short Wave Band Radio; 25 Meter Band, Digital Frequency 11695.
Timings: 13.30 - 14.30 London Time

خطبہ جمعہ

رمضان میں نیکی کی ایک فضا قائم ہوتی ہے، اس فضا سے فائدہ اٹھاؤ

نیکیوں کی جو ہوا چلائی گئی ہے اِن ہواؤں کے رخ پر تیز رفتاری سے آگے بڑھو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۸ فروری ۱۹۹۴ء مطابق ۱۸ تبلیغ ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ جمعہ میں میں نے قرآن اور حدیث کے حوالے سے جماعت کو رمضان سے متعلق کچھ نصائح کی تھیں یہ مضمون ابھی جاری تھا کہ وقت ختم ہو گیا یہ ایسا مضمون ہے جسے ہر سال دہرایا جاتا ہے اور دہرایا جاتا رہنا چاہئے۔ کیونکہ ایک سال کے عرصے میں انسان بہت سی نیک باتیں بھول چکا ہوتا ہے اور دنیا کی طرف واپس لوٹنے میں کئی قسم کے زنگ دوبارہ لگ چکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے مدینہ کے متعلق جہاں آپ تھے یہ فرمایا کہ مدینہ تو ایک بھٹی کی طرح ہے جب لوہا اس میں تپا کر صاف ستھرا کر کے ہر آلائش سے پاک کر کے باہر نکالا جاتا ہے تو پھر کچھ عرصے کے بعد زنگ لگ جاتے ہیں اور اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ پھر اسی بھٹی میں جھونکا جائے۔ پس اس لئے آپؐ نے نصیحت فرمائی کہ بار بار صحابہ اور دور کے رہنے والے خصوصیت کے ساتھ، مدینے میں آئیں اور اپنے ان زنگوں کو دور کرتے رہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پاک صحبت سے دوری کے نتیجے میں لگ گئے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار بیان فرمایا اور بعض ظالموں نے عمداً دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ مکے کی طرح قادیان کو بھی ایک ایسی جگہ سمجھتے ہیں جہاں حج کی جاتی ہے اور وہاں مرزا صاحب کی زیارت ہی سے گویا کہ عمر بھر کا حج ہو جاتا ہے۔ یہ تو خیر لغو، بے ہودہ، ظالمانہ اعتراض ہیں۔ ضمناً مجھے یاد آیا تو میں نے بیان کر دیا، مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت میں حکمت وہی تھی جو خود حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت میں شامل تھی یعنی دوری سے کچھ زنگ لگ جاتے ہیں کچھ کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بار بار ان کو صاف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہی فلسفہ ہے جو اسلامی عبادات کے ساتھ منسلک ہے۔ اس گہرائی کے ساتھ کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا شخص جس کے پاس ندی بہتی ہو، صاف شفاف پانی اس ندی میں بہہ رہا ہو اور وہ پانچ وقت اس میں غسل کرے اس کے جسم پر میل کچیل کیسے رہ سکتی ہے۔ تو وہ فائدہ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت سے حاصل ہو سکتا تھا خدا تعالیٰ نے آپ کے دین میں ایسا دائمی کر دیا کہ بعد کے آنے والے زمانوں میں بسنے والے اور پیدا ہونے والے انسانوں کو یہ شکوہ اب نہیں ہو سکتا کہ ہمارے لئے پاک کرنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ پس پانچ وقت کی نمازیں یہ وہ عبادتیں ہیں جن میں انسان بار بار غوطے لگا کر اپنی کثافتوں کو دور کرتا ہے اپنے میلوں کو دھوتا ہے اور پھر جمعہ کی عبادت ہے اور پھر حج کا ایک فریضہ ہے جو عمر بھر کے گند کو صاف کرنے اور میلوں کو بدن سے دور کرنے کے لئے روحانی بدن سے دور کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ ایک رمضان ہے جو ہر سال دہرایا جاتا ہے اور رمضان کے ساتھ وابستہ نصیحتیں بھی ہر سال دہرائی جاتی رہنی چاہئیں اور لازم ہے کہ انسان ان کو غور سے سنے اور حرزِ جان بنائے، اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دے اور یہ نیک ارادے باندھے کہ میں ان سے پوری طرح استفادہ کروں گا۔ رمضان میں بھی دراصل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت ہی ہے جو فیض پہنچاتی ہے۔ جب ہم آپ کی احادیث کے حوالے سے نصیحت کرتے ہیں تو وہ صحبت سے جو صحابہ پاتے تھے وہی بات ہے جو الفاظ میں آپکے سامنے رکھی جاتی ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسوہ حسنہ جو زندگی کے مختلف ادوار میں آپؐ سے ظاہر ہوا اور روزانہ صبح و شام کے بدلنے کے ساتھ بھی وہ نئے جلوے اپنے اندر پیدا کرتا اور دکھاتا رہا، ان جلووں کے حوالے سے بھی صحبت کا ایک حصہ میسر آ جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ بخاری و مسلم دونوں نے کتاب الصوم میں درج کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوسری یہ روایت ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یعنی آسمان کے دروازوں سے مراد کیا ہے؟ جنت کے دروازے۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے متعلق پہلے بھی میں کئی سال سے یہ بات جماعت کے گوش گزار کرتا رہا ہوں کہ ظاہری طور پر دیکھا جائے تو رمضان کے مہینے کا کوئی ایسا اثر دنیا پر تو ظاہر نہیں ہوتا جس سے یہ معلوم ہو کہ گناہ کم ہو گئے ہیں اور نیکیاں بڑھ گئی ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو رہے ہیں اور جنت کے کھل رہے ہیں۔ اور بسا اوقات خود مسلمانوں میں بھی ایسے بدنصیب نظر آتے ہیں جو رمضان کے مہینے میں ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ جہنم کے دروازے یوں لگتا ہے پہلے سے زیادہ بڑے ہو کر کھل رہے ہیں اور جنت کے دروازے ان کے لئے اور بھی تنگ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے اس مضمون کو سمجھنے کے لئے ہر انسان کو اپنی ایک کائنات کا تصور کرنا ہو گا۔ ہر انسان کی اپنی زمین ہے اور اپنا آسمان ہے اور اس حدیث کا تعلق ہر شخص کی زمین اور ہر شخص کے آسمان سے ہے۔ وہ شخص جو رمضان میں اپنی کائنات میں تبدیلیاں پیدا کرتا ہے اور وہ نیکیاں اختیار کرتا ہے جو اس مہینے کے ساتھ وابستہ ہیں اور جو اس کے لئے آسان کر دی جاتی ہیں۔ اس کے لئے یقیناً اس کے آسمان کے دروازے کشادہ ہو رہے ہوتے ہیں اور اس کی جہنم کے دروازے بند ہو رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر رمضان آئے اور وہ ان نیکیوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو پھر اس حدیث کے مضمون اور اس کی خوشخبریوں کا اطلاق اس کے جہان پر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ غیروں کا جہان دیکھیں وہ اس حدیث کے مضمون سے مستغنیٰ، بے نیاز ایک الگ زندگی بسر کر رہا ہے اور اس کے مشاغل اسی طرح بد ہیں جیسے پہلے ہوا کرتے تھے، رمضان نے ان پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالا۔

رمضان میں کیوں یہ دروازے یعنی رحمت کے اور بخشش کے دروازے زیادہ کھولے جاتے ہیں اور روزمرہ کی زندگی میں کیوں نسبتاً تنگ ہو جاتے ہیں۔ اس مضمون پر غور کریں تو حقیقت یہ ہے کہ رمضان میں نیکی کی ایک فضا قائم ہوتی ہے ایک ماحول بن جاتا ہے چھوٹے چھوٹے بچے بھی کہتے ہیں ہمیں اٹھاؤ ہم نے بھی روزہ رکھنا ہے اور بعض بے چارے جب آدھی رات کو اٹھتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں کہ نہیں ہم نے اتنی جلدی روزہ نہیں رکھنا مگر نیکی کی خواہش ضرور ان کے دلوں میں کلبلاتی ہے اور ہر گھر میں یہ نمونے

دکھائی دیتے ہیں۔ اور بعض جو پورا نہیں رکھ سکتے وہ کہتے ہیں ہمیں دو روزے رکھوادو آدھے آدھے رکھ لیں گے لیکن روزے کی طرف توجہ، نمازوں کی طرف توجہ اس عمر میں بھی شروع ہو جاتی ہے جس عمر میں ابھی ان عبادتوں کا ان کو مکلّف نہیں کیا گیا ان پر یہ عبادتیں فرض نہیں کی گئیں۔ تو یہ تو وہ ماحول ہے جیسے برسات کے زمانے میں بعض جڑی بوٹیاں پھوٹتی ہیں سبزہ ہر طرف پھوٹنے لگتا ہے یا بہار کے دنوں میں بعض بنجر علاقوں میں بھی بہت خوبصورت پھول نکل آتے ہیں۔ تو رمضان کا موسم ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ اس موسم میں تمہارے دل نیکیوں پر آمادہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں ایک طبعی میلان جوش مار رہا ہے کہ نیکی کریں۔ اس فضا سے فائدہ اٹھاؤ۔ یہ نیکیوں کی جو ہوا چلائی گئی ہے ان ہواؤں کے رخ پر تیز رفتاری سے آگے بڑھو۔ پھر دیکھو کہ تمہارے لئے جنت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے اور جہنم کے دروازے تم پر بند ہوتے چلے جائیں گے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جن دروازوں کے کھلنے کا ذکر کیا ہے وہ ہر انسان کی اپنی کائنات کے الگ الگ دروازے ہیں اور جن شیطانوں کے جکڑ دینے کا ذکر فرمایا ہے وہ بھی ہر انسان کے اپنے اپنے نفس کے شیطان ہیں۔ جو رمضان کے تقاضے پورے کرنے کی تمنا رکھتے ہیں ان کے شیطان ضرور جکڑے جاتے ہیں اور رمضان کے بعد اور رمضان کے دوران کی کیفیت میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ کیسا ہی کوئی انسان نیک ہو پھر بھی فرق پڑ جاتا ہے۔ جو رمضان کے دوران نیکی پر پابندی اختیار کی جاتی ہے، گناہوں اور لغویات سے بچنے کی احتیاطیں کی جاتی ہیں وہ رمضان کے بعد ویسی نہیں رہتی۔ تو اگرچہ جو شیطان ایک دفعہ قید کر دیا جائے حق تو یہ ہے کہ اسے عمر قید کی سزا ملے اور پھر کبھی آزادی نہ ملے۔ لیکن انسان کمزور ہے اور کسی نہ کسی پہلو سے کچھ آزادیاں اپنے شیطان کو ضرور دے دیتا ہے۔ پھر ایک اور رمضان آتا ہے پھر ایک اور آتا ہے۔ دعا یہ کرنی چاہئے کہ ہمیں موت ایسی حالت میں آئے کہ جب ہمارا شیطان جکڑا ہوا ہو۔ ہمیں خدا ایسے وقت میں بلائے جبکہ جنت کے دروازے ہمارے لئے پوری طرح کشادہ ہو چکے ہوں اور ایسے وقت میں ہم جان دیں جب جہنم کے دروازے ہم پر بند ہو چکے ہوں۔ یہ جو مضمون ہے اس کا کوشش سے زیادہ فضل سے تعلق ہے۔ کوشش سے اس حد تک کہ گہری سوچ کے ساتھ اور فکر کے ساتھ اور اس مضمون میں ڈوب کر دعا کی جائے جو معنی خیز ہو۔ ہونٹوں سے نہ نکلے، دل کی گہرائیوں سے اٹھ رہی ہو اور پابندی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں مدد مانگی جائے۔

جو شخص رمضان میں اپنی کائنات میں تبدیلیاں پیدا کرتا ہے اور وہ نیکیاں اختیار کرتا ہے جو اس مہینے سے وابستہ ہیں اس کے لئے یقیناً آسمان کے دروازے کشادہ ہو رہے ہوتے ہیں اور اسکے جہنم کے دروازے بند ہو رہے ہوتے ہیں

پس اس رمضان مبارک میں جو نصیحتیں بار بار دہرائی جاتی ہیں ان میں ایک یہ بھی نصیحت ہے۔ مگر جب بھی نصیحت دہرائی جاتی ہے کوئی نیا پہلو اس کا خدا تعالیٰ سامنے لے آتا ہے اور جماعت کو اس کی طرف توجہ دلانے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ پس اس حدیث کے حوالے سے میں اس دعا کی طرف جماعت کو متوجہ کرتا ہوں کہ یہ دعائیں کرتے رہیں کہ رمضان کی نیکیاں آکر گزر بھی جائیں تو ہمارا انجام ایسی حالت میں ہو گویا رمضان میں مر رہے ہیں۔ ایسے وقت میں ہو جب کہ تو ہم سے سب سے زیادہ راضی ہو اور اس پر ہمارا اپنا کوئی اختیار نہیں، انسان کی بے بسی کا معاملہ ہے، اللہ ہی ہے جب چاہے جس کو بلائے اور جس حالت میں چاہے بلا لے۔ اس لئے اس رمضان مبارک میں اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ یہ دعائیں کریں۔

ایک دوسری حدیث مسند احمد بن حنبل بحوالہ فتح الربانی جز ۹ صفحہ ۲۲۲ سے لی گئی ہے۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ:

”جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور ان کو پورا کیا اور جو رمضان کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے ان کو محفوظ رہنا چاہئے یعنی جس نے ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو ایسے روزہ دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔“

اس حدیث کا اس سے ملتی جلتی بعض اور احادیث سے بھی تعلق ہے اور میں ان کے حوالے سے اس مضمون کو زیادہ واضح کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن میں آپ کو یہ ملے گا کہ ایک روزہ دار کی روزہ کشائی کر دو اور تمہارے سارے گناہ بخشے گئے، ہمیشہ کے لئے نجات پا گئے۔ سوال یہ ہے کہ ایک طرف اتنی محنت کا حکم اور ارشاد کہ تمام مہینہ بھر رمضان کے سارے تقاضے پورے کرو اور رمضان کے تقاضے پورا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کہنے میں آسان لگے لیکن حقیقت میں بہت ہی مشکل کام ہے۔ کیونکہ رمضان مبارک تمام عبادتوں کا معراج ہے۔ عبادتوں کے اندرونی رشتوں کے لحاظ سے نماز عبادتوں کا معراج ہے۔ لیکن رمضان مبارک میں وہ بھی اکٹھی ہو جاتی ہے اور شدت کے ساتھ پوری محنت کے ساتھ اور دل لگا کر نماز ادا کی جاتی ہے۔ پس تمام عبادتیں اپنے معراج کو پہنچتی ہیں اور ایسے وقت میں ان کے تقاضے پورے کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک طرف تو یہ ارشاد فرمانا کہ یہ کرو تو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو گا تمہارے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے گویا حج جو عبادات میں ایک خاص مرتبہ رکھتی ہے اور عمر بھر میں ایک دفعہ ادا کرنا ضروری ہے اس سے جو فوائد وابستہ ہیں، جو ثواب وابستہ ہیں وہ ایک اچھی طرح گزارے ہوئے رمضان کے ساتھ بھی وابستہ فرما دیئے گئے۔

اور دوسری طرف یہ کہنا کہ فلاں بات کر دو تو تمہارے عمر بھر کے گناہ بخشے جائیں گے اور جنت کے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے اور فلاں کام کر دو اور جو کام چھوٹے چھوٹے ہوں یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے۔ ایسی حدیثیں بھی حدیثوں کی تلاش میں میرے سامنے آئیں یعنی جب میں جمعہ کے لئے انتخاب کرتا ہوں روایات کا یا حوالہ جات کا تو بہت سی روایات دیکھتا ہوں اور بعض اس موضوع کے لئے چن لیتا ہوں۔ بعض کو بعد کے لئے رکھ چھوڑا جاتا ہے ان میں ایسی حدیثیں بھی سامنے آتی ہیں مثلاً آج ہی ایسی حدیثیں بھی میں نے دیکھیں جن میں یہ ذکر تھا کہ روزہ کھلوادو تو تمہیں ساری زندگی کے گناہ بخشے گئے اور تمہیں ہر قسم کے ثواب میسر آگئے اور تمام نجات کے سامان ہو گئے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ صحابہ میں سے بعض نے کہا کہ ہمارے پاس توفیق نہیں، بہت شوق پیدا ہوا ہمیں توفیق نہیں ہے اتنی۔ تو فرمایا کہ اگر کوئی تھوڑا سا دودھ اور زیادہ پانی ملا کر بھی پھر بھی کسی کا روزہ کھلوا دے تو یہی ثواب اس کو میسر آجائے گا۔ پھر دونوں باتوں کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ دو ہی شکلیں عقلاً سامنے آتی ہیں اول یہ کہ بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو بعد کے زمانوں میں صوفیاء نے گھڑ لی ہیں اور ایسی حدیثوں کی تعداد ہزارہا بلکہ لاکھوں تک بھی بیان کی جاتی ہے۔ بعض صوفیاء کا یہ مسلک تھا کہ نیکی کی باتیں جو قرآن اور حدیث سے مطابقت رکھتی ہوں ان میں جوش پیدا کرنے کے لئے جو کہانی تم بنا لو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب کرو اس نیت کے ساتھ کہ آپ کی بات لوگ مانیں گے ہماری نہیں مانیں گے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کے متعلق یہ روایت آتی ہے۔ بڑی آپ نے محنت کی ساری زندگی یعنی زندگی کا وہ فعال حصہ جو ہوش مندی کے بعد آپ کو نصیب ہوا آپ نے حدیث کی خدمت میں صرف کیا ہے، چھان بین میں صرف کیا ہے۔ آپ ایک دفعہ ایک روایت کی تلاش میں نکلے کہ پتہ تو کروں کہ وہ راوی تھا کون اس زمانے میں جس نے یہ حدیث اپنے پہلوں سے بیان کی ہے۔ لمبے سفر کئے، خرچ کیا، محنت اٹھائی اور جب پہنچے آخر اس شہر میں جس میں بتایا گیا کہ ایک صوفی صاحب ہیں ایک تہہ خانے میں رہتے ہیں بہت بزرگ انسان ہیں ان کی روایت ہے۔ تو ان تک پہنچے ان سے پوچھا کہ آپ کے متعلق بہت شہرہ ہے بہت نیک اور تقویٰ شعار انسان ہیں ایک روایت مجھے آپ کی طرف منسوب ہوئی ملی ہے اور میں تحقیق کے لئے آپ سے خود سننے کے لئے آیا ہوں۔ بتائیے یہ روایت آپ نے کس سے سنی تھی وہ شخص زندہ ہے تو بتائیں میں پھر جا کے اس سے بھی پوچھوں۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ تو میں نے آپ بنائی ہے۔ کہا آپ نے بنائی ہے؟ کہا ہاں یہ دیکھو یہ سارا انبار یہ دفتر جو پڑے ہوئے ہیں روایتوں کے، یہ میں بیٹھا بنا رہا ہوں یہی

تو میری نیکی ہے عمر بھر کی کہ نیک کاموں کے لئے لوگوں کو اس طرح ترغیب دے رہا ہوں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا، یہ بحث نہیں اٹھائی کہ اچھی ہے یا بری، بری بات کے منسوب کرنے کی تو کسی کو جرات ہو ہی نہیں سکتی سوائے اس کے کہ اپنے نفس کے بہانے کے لئے کوئی تاویل تراش لے مگر اکثر اچھی باتیں منسوب کی جاتی ہیں، فرمایا جو کوئی بھی میری طرف کوئی بات منسوب کرے گا جو میں نے نہ کہی ہو تو اپنے لئے جنہم میں جگہ بنائے گا۔ مگر بعض نادان ایسے تھے جن کو علم نہیں تھا یا یہ حدیث بھی نہیں پہنچی ہوگی۔ ہم نہیں کہہ سکتے انہوں نے کہاں جگہ بنائی اللہ بہتر جانتا ہے لیکن ایسی روایتیں تھیں اور بہت سی ایسی احادیث ہیں اس مضمون سے تعلق رکھنے والی جن میں دکھائی دیتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مزاج کے خلاف ہیں اور جس گہرے سائنٹفک مذہب کی طرف آپ بلانے والے ہیں، جس کی بنیادیں ٹھوس عقل پر اور انسانی تجربے پر قائم ہیں اور جو آسمان سے ہدایت یافتہ مذہب ہے جس کا مزاج قرآن کے عین مطابق ہے اس کے برعکس بات آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے جو بہت سے اہل اللہ ہیں انہوں نے ایک یہ بھی رستہ تجویز کیا احادیث کی پرکھ کا کہ راویوں کے متعلق تو ہم تحقیق کرنے کی توفیق نہیں رکھتے اور جو ہو چکی ہو چکی۔ لیکن قرآن پڑھنے کی اور قرآن پر غور کرنے کی تو توفیق ہمیں عطا ہوتی ہے پس وہ حدیثیں جن کا مضمون قرآن سے ٹکراتا ہو یا واضح طور پر قرآن ان کی تائید یا پشت پہ نہ کھڑا ہو ان حدیثوں کے متعلق احتیاط اختیار کرو۔ اگر کوئی ایسا مضمون اس میں سے تلاش کر سکتے ہو جو حدیث کو چھوڑے بغیر قرآن اور دیگر احادیث کی تائید میں ہو تو اختیار کرلو۔ ورنہ ادب کے ساتھ اس حدیث کو اس خیال سے ترک کردو کہ یہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا۔ پس ایسی حدیثوں کے متعلق میں نے ایک دفعہ غور کیا تو مجھے ایک عجیب بات دکھائی دی۔ مجھے یاد ہے ربوہ میں وقف جدید میں ایک مضمون کے لئے مجھے بہت کثرت سے حدیثوں کی ضرورت تھی جن میں سے میں نے خود تلاش کرنی تھی اور ایک بھاری تعداد ان حدیثوں کی جو مجھے پیش کی گئی، بغیر حوالہ دیکھے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ صحاح ستہ میں سے ناممکن ہیں اور اگر اتفاقاً صحاح ستہ میں کوئی روایت جا پا بھی گئی ہے تو انسان تحقیق کر کے اس کو معلوم کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ جنہوں نے اکٹھی کی تھی میں نے ان سے کہا کہ یہ حدیثیں مجھے لگتی ہیں کہ بعد کے زمانے کی، بیہقی کی یا کسی اور زمانے کی ہیں اور یہ اولین زمانے کی حدیثیں نہیں ہیں اور عجیب بات تھی کہ سوفیصدی یہ اندازہ درست نکلا۔ وہ تمام حدیثیں یا بیہقی کی تھیں یا بعد کے کسی اور زمانے کی تھیں۔ تو لوگ اپنے مطلب کی تلاش میں جب بے احتیاطی سے حدیثوں کو اختیار کرتے ہیں تو اس سے حدیثوں کے مضمون کو حدیثوں پر ایمان کو تقویت نہیں ملتی بلکہ نقصان پہنچتا ہے۔ اسی بے احتیاطی کے نتیجے میں یہ جو تحریکات چلی ہیں چکڑالوی، اہل قرآن والی انہوں نے امت کو بہت شدید نقصان پہنچایا ہے۔ بعض لوگوں کو عظیم خزانوں سے محروم کر دیا ہے۔ ساری امت کو تو نہیں لیکن امت میں ایک افتراق کی بنا ڈالی اور ان کے ایک حصہ کو گمراہ کر دیا اور محروم کر دیا۔

ایک دفعہ ایک اہل قرآن سے میری گفتگو ہوئی مجھے اس نے کہا کہ یہ تو ثابت ہے نا آپ مانتے ہیں کہ غلط حدیثوں کی ایک بڑی تعداد تھی جو راہ پا گئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہو گئی تو جب کھوٹ مل گیا تو ہم اس کو رد کرتے ہیں، میں نے کہا تم یہ جانتے ہو کہ سونا کس طرح تلاش کیا جاتا ہے۔ بعض دریاؤں کے کنارے پر ریت کے انبار میں چند ذرے سونے کے ہوتے ہیں اور سارا دن وہاں عورتیں اور بچے بے چارے بیٹھ کر سردی میں اور گرمی میں محنت کرتے ہیں۔ ان چند ذروں کی تلاش میں ڈھیروں ریت کے ذروں کو نکال کر رد کر کے الگ پھینکنا پڑتا ہے۔ تو کیا محمد رسول اللہ کا کلام اس سونے سے بھی کم قیمت ہے کچھ حیا کرو، کچھ غور کرو، کچھ فکر کرو۔ یہ ایسا پاکیزہ ایسا عجیب کلام ہے جس کی کوئی نظیر پہلے تو پیدا نہیں ہوئی لیکن آئندہ بھی کبھی پیدا نہیں ہوگی۔ اور اگر تم نے ہاتھ سے یہ دولت کھو دی تو پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گی۔ اس لئے تقویٰ اختیار کرو ایسے اصول معلوم کرو جیسے سائنس دانوں نے سونے کی پہچان کے اصول بنا رکھے ہیں۔ ان اصولوں کا اطلاق ہو تو پتہ لگ جائے گا کہ سونا کونسا ہے اور ریت کے ذرے کونسے ہیں۔ ہمارا تو یہی مسلک ہے۔ پس اس پہلو سے وہ حدیثیں جن میں ایسا ذکر ملتا ہے کہ ایک چھوٹی سی بات کی اور ساری عمر کی کمزوریاں غائب اور ہر قسم کے گناہ دھل گئے، تو پھر اگر ان کو اسی طرح مانا جائے ان کی ظاہری شکل میں تو پھر رمضان کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی رمضان میں سے رمضان کا ہوتا ہوا گذرنے کی کیا ضرورت ہے۔ رمضان میں سے غیر کی طرح بھی گزر سکتے ہیں کسی روزے دار کو دودھ پلا دیا اور سارے رمضان کی نیکیاں ہاتھ آگئیں۔ پس ان حدیثوں پر غور کی ضرورت ہے اور میرے نزدیک اگر وہ قابل قبول ہیں یعنی اگر وہ سچی ہیں تو لازماً قابل قبول ہیں اور اگر قابل قبول ہیں تو ان کے اندر کوئی حکمت کی بات تلاش کرنی ہوگی۔

بعض دفعہ ایک غریب انسان کی احتیاج یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اس کے ساتھ نیکی کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند آتا ہے اور خاص طور پر اگر ایک نیک انسان خدا کی خاطر روزہ دار ہو اور اتنا غریب ہو کہ روزہ کھولنے کے لئے کچھ بھی اسکو توفیق نہ ہو۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ میں پانی ملا کر ہی پلا دو۔ یعنی وہ اتنا غریب ہے بے چارہ کہ یہ بھی توفیق نہیں کہ لمبی کچی لسی ہی پی لے تو اس وقت یہ ممکن ہے یہ عقل کے خلاف بات نہیں رہتی۔ اس وقت ہو سکتا ہے دو طرح سے اس کا اثر ہو ایک تو یہ کہ خدا کے ایسے پاک بندے ایک غریب بندے کی احتیاج پوری کرنے کی جو نیکی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بطور خاص پسند آتی ہے اور گناہ اس طرح نہیں بخشے جاتے کہ اچانک بخشے گئے۔ اس طرح بخشے جاتے ہیں کہ ایسی نیکیاں کرنے والے کو نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ اس کا دل نیکیوں میں لگ جاتا ہے، اس کی زندگی کی راہیں بدل جاتی ہیں، اس میں ایک روحانی انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔

> **وہ قومیں جو عبادت پر قائم ہوں اور اس کے مزاج سے عاری ہوں، اس کے عرفان سے خالی ہوں، ان کی زندگی بھی ویران رہتی ہے**

پس بظاہر ایک چھوٹی سی نیکی ہے مگر اس کے ساتھ جو فوائد وابستہ کر کے بتائے گئے ہیں وہ فوائد بعد میں آنے والے ایک فوائد کا سلسلہ ہیں جو حکمت پر مبنی ہے اور ایک نیکی سے دوسری نیکی پھوٹتی چلی جاتی ہے۔ دوسرا پہلو اس میں یہ ہے کہ اس غریب کی دعا غیر معمولی طاقت رکھتی ہے، پہنچنے والی دعا ہے۔ ایک ضرورت مند کی آپ ضرورت پوری کریں، ایک غریب اور بھوکے کو کھانا کھلائیں اس کے دل سے جو دعا نکلے گی اس کی بات ہی اور ہے اس کی چھلانگ اور پہنچ ہی اور ہے اور اپنے امیر دوستوں کی دعوت کر دیں اور کھا کر وہ جزاکم اللہ کہہ کے واپس چلے جائیں اس جزاکم اللہ کو اس دعا سے کیا نسبت ہے؟ یہ جزاکم اللہ تو "تھینک یو" بھی ہے۔ ہر قسم کے شکریہ بہت بہت۔ بہت مزہ آیا اس میں کوئی بھی حقیقت نہیں۔ مسلمانوں میں یہ دعا بن جاتی ہے لیکن پھیکی پھیکی دعا جو بھرے ہوئے پیٹ سے نکل رہی ہو کہاں وہ دعا۔ کہاں ایک بھوکے کی احتیاج دور ہونے پر اسکی دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی دعا۔ تو رمضان میں اس قسم کی نیکیوں کی بھی تلاش کریں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسی حدیثوں کو اگر قبول کرنا ہے تو صرف اس شرط پر قابل قبول ہیں کہ محمد رسول اللہ کی شان کے مطابق ان کے معنے تلاش کریں اور قرآن کی عظمت کے مطابق ان کے معنے تلاش کریں پھر ان کو قبول کریں۔ پھر ان کو اس وہم میں رد کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں کہ شاید یہ آنحضورؐ کا کلام نہ ہو۔

پس اس پہلو سے ایک اور نیکی جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ غریب کی ہمدردی ہے۔ روزہ کھلوانا ایک سمبل (Symbol) ہے اس وقت۔ رمضان کے دنوں میں یہ نیکی ایک سمبل (Symbol) بن جاتی ہے اور یہ سمبل (Symbol) اپنی ذات میں یہاں تک محدود نہیں رہتا اس کا تعلق احتیاج پوری کرنے سے ہے، دکھ درد دور کرنے سے ہے اور کوئی شخص اگر کسی نیک روزے دار کا دکھ دور کرے تو وہ چاہے روزہ کھلوا کر ہو یا اور طریقے سے ہو، وہ ضرور اللہ کے ہاں خاص مرتبہ رکھے گا اور ایسا نیکی کرنے والا خاص جزا پائے گا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی انسانوں سے ہمدردی رمضان کا حصہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ بہت سخی تھے۔ بے حد خرچ کرنے والے تھے مگر رمضان میں تو یوں لگتا تھا ہوائیں آندھی بن گئی ہیں۔ اس قدر تیزی پیدا ہو جاتی تھی آپ کے خرچ میں اور وہ صرف روزہ کھلوانے کی حد تک محدود نہیں تھا بلکہ روزہ کھلوانے کے متعلق مجھے تو کوئی ایسی روایت معلوم نہیں کہ

خالصتاً صرف روزہ کھلوایا کرتے ہوں۔ وہ بھی ایک خیرات کا حصہ تھا اور ہوتا ہوگا لیکن زیادہ تر غریبوں کی تلاش میں ان کی کھوج لگا کر ان پر خرچ کرنا اور کثرت کے ساتھ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا یہ وہ نیکی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی سے ثابت ہے۔ آپ کی سنت سے ثابت ہے۔ پس اس حدیث کا یہ ترجمہ کرلینا کہ چاہے لوگ بھوکے مر رہے ہوں کسی طرح کی ضرورتوں میں مصیبت زدہ پھنسے بیٹھے ہوں اس طرف توجہ نہ کرو صرف انتظار کرو جب سورج ڈوبے تو کسی کا روزہ کھلوا دو۔ اگر یہ ترجمہ کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی اس کو جھٹلا رہی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس صادق القول کا فعل آپ کے قول کو جھٹلا رہا ہو کیونکہ آپ کے صادق القول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو کہتے تھے سو فیصدی اس پر عمل بھی کرتے تھے تو آپ کی سنت کے نقشے سے آپ کے کسی قول کا ٹکرانا ممکن ہی نہیں ہے۔ آپکے متعلق تو ہم یہی دیکھتے ہیں کہ رمضان مبارک میں بڑی شدت اور تیزی کے ساتھ ہر نیکی میں آگے بڑھتے تھے اور خصوصیت کے ساتھ غریب کی ہمدردی میں اور صدقہ خیرات میں تو آپ کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا صحابہ کے پاس لفظ ختم ہو جاتے تھے بیان کرتے ہوئے۔ کہتے بس یہ سمجھ لو کہ ہوائیں جھکڑ میں تبدیل ہو گئیں۔ پس اس پہلو سے اس حدیث کے مضمون کو بھی پیش نظر رکھیں۔ ان کو بھی تلاش کریں جو منہ سے مانگتے نہیں ہیں لیکن جن کی ضرورت انتہا کو پہنچی ہوتی ہے لیکن محض روزہ کھلنے کے وقت ان پر نظر نہ کریں۔ غریبوں نے روزہ رکھنا بھی تو ہوتا ہے اور بھی تو ضرورتیں پوری کرنی ہیں ان کے بچے بھی تو بھوکے ہوتے ہیں جو روزہ کی عمر میں پہنچے ہی نہیں ہوتے۔ پس صدقہ و خیرات میں کثرت سے آگے بڑھیں اور جس حد تک کسی کی توفیق ہے وہ اگر خود کسی غریب تک پہنچ سکتا ہے تو پہنچے ورنہ جماعت کی وساطت سے صدقہ و خیرات میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا رمضان مبارک ایک قسم کی عبادتوں کا معراج بن جاتا ہے۔ اس مضمون کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یوں بیان فرمایا: «اِنَّ لِکُلِّ شَيء بَابٌ وبَابُ العِبَادَةِ الصِّيَامُ»

(جامع الصغیر)

ہر چیز کا ایک رستہ اور ایک دروازہ ہوا کرتا ہے اور عبادت کا دروازہ رمضان ہے۔ اگر رمضان میں تم عبادتوں میں داخل نہ ہوئے تو پھر کبھی نہیں ہوگے۔

> **اپنی عبادتوں کو ہدایت سے خالی اور ویران نہ بننے دیں بلکہ ہدایت سے پر کریں پھر ان سے وہ نور نکلے گا جو آپ کے ماحول کو روشن کرے گا**

اس کے بہت سے معانی ہو سکتے ہیں لیکن ایک معنی جو عام فہم اور روز مرہ ہمارے مشاہدے میں ہے وہ یہ ہے کہ جس کو رمضان میں عبادت کی توفیق نہ ملے اسے سارا سال عبادت کی توفیق نہیں ملتی۔ پس یہ وقت ہے عبادت کرنے کا۔ یہ دروازہ کھلا ہے اس دروازے سے داخل ہوگے تو پھر آسمان کا دروازہ کھلے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ زمین کے دروازے تو بند رکھو اور اس رستے پر داخل ہو جاؤ جس کے آگے پھر آسمان کے دروازے لگے ہوئے ہیں۔ وہ بند ہوں یا کھلے ہوں پھر تمہیں اس سے کیا۔ پہلے اپنی زمین کے دروازے تو کھولو۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پھر دروازوں کے حوالے سے ایک بات کی ہے اس کے مفہوم کو سمجھو اور پہلی بات کے ساتھ اس کا تعلق جوڑو۔ دروازے تو کھلتے ہیں، کن کے لئے؟ رمضان میں جن کے اپنے دروازے عبادت کے لئے کھل جاتے ہیں اور رمضان ان کے لئے کھلا دروازہ بنتا ہے۔ اب رمضان کو دروازہ کہنے میں یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ کیوں رمضان میں بعض لوگ محروم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ دروازہ کھلتا بھی ہے اور بند بھی ہو جاتا ہے۔ اس کو رستہ تو نہیں فرمایا دروازہ فرمایا ہے۔ فرمایا ہے عبادت کا دروازہ مگر جس پر کھلے گا وہی توفیق پائے گا۔ اگر بند دروازے سے کوئی ٹکرا کر یا اسے کھٹکھٹا کر واپس چلا گیا تو اس سے کیا فائدہ۔

پس رمضان میں اپنی عبادت کی طرف بھی توجہ کریں اور اپنے بچوں کی عبادت کی طرف، اپنے ہمسایوں کی عبادت کی طرف، اپنے گرد و پیش میں عبادت کے مضمون کو بیان کریں اور عبادت ایک ایسی چیز ہے جس میں داخل ہو کر واپسی کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر عبادت میں ایک دفعہ آپ داخل ہو کر پھر باہر نکلنے کی کوشش کریں گے تو ساری عبادتیں رائیگاں جائیں گی بلکہ بعض اوقات پہلے سے بھی بدتر مقام تک پہنچ جائیں گے۔ عبادت کو پکڑ رہنا، عبادت پر صبر کرنا لازم ہے اور اس پہلو سے ایک بہترین موقع ہے دنیا کی تربیت کا۔ دنیا بھر میں جماعتوں کو بڑے مسائل میں سے ایک یہ مسئلہ درپیش ہے کہ بعض نوجوان جو نئی نسلوں کے پیدا ہونے والے ہیں، نئی نسلوں کے تربیت پانے والے ہیں ماحول کی کثافت اور گندگی سے متاثر ہو گئے ہیں، وہ عبادتیں چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور اس ضمن میں صرف نوجوانوں کی بحث نہیں، بعض خواتین مجھے خط لکھ کر سب سے زیادہ درد یہ پیش کرتی ہیں کہ ہمارا خاوند ویسے ٹھیک ہے، سب کچھ ہے، ہمیں کوئی شکوہ نہیں مگر نماز نہیں پڑھتا تو اللہ تعالیٰ ان بدنصیبوں کے نصیب جگا دے ان کے مقدر روشن فرمائے۔ یہ عبادت تو ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر زندگی نہیں ہے۔ یہ تو روز مرہ کا سانس ہے، روز مرہ کا پانی ہے، اگر عبادت نصیب نہیں تو روحانی زندگی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ پھر خواہ دنیا کے لحاظ سے اچھا ہو، کیسا ہی ہو، دنیا میں اسلام سے باہر بھی تو اچھے اچھے لوگ نظر آتے ہیں۔ ہر مذہب نہیں بلکہ لامذہب لوگوں میں بھی بعض جگہ جہاں ملائیت زیادہ ہو وہاں لامذہب لوگوں میں زیادہ شرافت نظر آتی ہے بہ نسبت ملائیت سے متاثر لوگوں کے۔ مگر اسکی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ صرف اتنا ہے کہ ایسے لوگوں سے لوگوں کو شر نہیں پہنچتا وہ اسلام کا ایک پہلو اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن خود امن میں نہیں آتے۔ خود امن میں آنا تو اسلام کے دوسرے پہلو سے تعلق رکھتا ہے ۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ. " کہ جو اللہ کے لئے صاف اور ستھرا ہو کر اس کے حضور سر جھکا دے تو اچھے لگتے ہیں یہ لوگ۔ دنیا کو ان سے کوئی شر نہیں پہنچتا لیکن بدنصیب ہیں کہ خود اس فیض سے محروم ہیں جو اسلام کے اعلیٰ معنے میں داخل ہے جن کا تعلق اللہ سے ہے اور اللہ کے حضور سر تسلیم خم کرنے سے ہے، اس کے سپرد ہو جانے سے ہے۔ اس پہلو سے عبادت کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس رمضان مبارک میں اپنی، اپنے گھر والوں کی، اپنے ماحول کی جہاں جہاں تک آپ کی رسائی ہو، اس پہلو سے تربیت کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عبادتوں پر قائم فرمائے اور عبادتوں کا ذوق عطا فرمائے اور اس مہینے میں ایسی عادت پڑ جائے کہ پھر چھٹے نہیں۔

دیکھو بد لوگوں کو تو بعض دفعہ چند دن کی بدی سے عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ جب ڈرگز (Drugs) کے متعلق ایک پروگرام آرہا تھا جس میں سکول کے بچوں سے پوچھا جا رہا تھا کہ بتاؤ تم پر کیا گذری، تمہیں آخر کیا سوجھی کہ جانتے بوجھتے ہوئے اس کی بدیوں کو پہچانتے ہوئے تم نے ڈرگ اختیار کرلی اس کے عادی بن گئے تو اکثر بچوں نے جواب دیا وہ یہی تھا کہ ہمیں نہیں پتہ تھا کہ ایک دفعہ استعمال کرنے سے ہی عادت پڑ جائے گی۔ ہمارے دوستوں نے جو بڑے تھے جو یہ کیا کرتے تھے ہمیں کہا پہلے چکھ کے تو دیکھو ذرا تھوڑی سی ہے کیا فرق پڑتا ہے اور دیکھا دیکھی اس عجوبے کے طور پر کہ دیکھیں کیا چیز ہے ایک دفعہ جب استعمال کی تو جب وہ اثر ختم ہوا تو دل میں ایک کرید سی لگ گئی کہ اور بھی دیکھیں کیا ہے اور پھر وہ چلتے چلتے ایسی بھوک بن گئی کہ جس سے انسان تلملانے لگتا ہے اور جب تک اس بھوک کا پیٹ نہ بھرے اس وقت تک اس کو چین نصیب نہیں ہوتا تو بدیوں میں بھی تو لوگ چند دن میں عادت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

نیکی کو اگر اس طرح آپ اختیار کریں کہ اس کا لطف حاصل کرنے لگیں پھر آپ کو ضرور عادت پڑے گی۔ پس عادت ڈالنی ہے تو اس کا دوسرا قدم بھی اٹھائیں اور عبادت سے لطف اندوز ہونے کی کوشش کریں اور لوگوں کو طریقے سمجھائیں کہ کس طرح عبادت میں لطف اٹھایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ جب میں نے عبادات کے مضمون پر سلسلہ شروع کیا تھا تو ایک خاتون نے مجھے لکھا کہ میرے بچے کو یہ سن سن کر پوری بات سمجھ آتی بھی نہیں تھی لیکن نماز کی عادت پڑ گئی۔ چھوٹا سا معصوم بچہ اور ضرور میرے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا اور سجدے کرتا تھا، ایک دفعہ وہ سجدے میں کچھ بول رہا تھا میں نے کہا کیا ہے۔ کہتا تم سے نہیں بات کر رہا، میں اللہ میاں سے بات کر رہا ہوں۔ اب دیکھیں اس کو اس میں بھی لطف آتا تھا تو کیوں آپ عقل والے ہو کر، بڑے ہو کر، عبادت اس طرح ادا نہیں کرتے کہ اس سے لطف آنا شروع ہو جائے اور یہ لطف بھی اللہ سے مانگنا ہوگا۔ پس اس مہینے عبادت پر قائم ہوں اگر پہلے آپ کو لطف نہیں آتا اور صرف عادت ہے تو دعا مانگیں اور

کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عبادت کا لطف عطا کرے۔ پھر اپنے گھر والوں کے لئے یہ کوشش کریں اور ان کے لئے بھی یہ دعا کریں کہ اے اللہ رمضان کے چند دن ہیں گذر جائیں گے بعد میں ہم کہاں ٹکریں مارتے پھریں گے۔ وہ نیکیاں جواب قریب آگئی ہیں، جنت قریب آنے کا یہ بھی تو مطلب ہے کہ نیکیاں آسان ہو گئی ہیں پہنچ گئی ہیں ہاتھ بڑھاؤ تو نیکی ہاتھ آسکتی ہے ایسے وقت میں ہمیں نیکیاں عطا کر دے اور ایسی عطا کر کہ پھر آکر جانے کا نام نہ لیں ایک دفعہ آئے تو ہماری ہو کر رہ جائے۔ اس پہلو سے نمازوں کو قائم کریں اور نمازوں کے لطف اٹھائیں اور اٹھانے کی کوشش کریں اور اپنے ماحول میں نماز کو قائم کریں کیونکہ سب سے زیادہ نحوست کسی قوم پر عبادت سے دوری ہے۔ مذہبی قوم کہلاتی ہو اور عبادت سے عاری ہو جائے تو کچھ بھی اس کا باقی نہیں رہتا اور وہ قومیں جو عبادت پر قائم ہوں اور اس کے مزاج سے عاری ہوں اس کے عرفان سے خالی ہوں ان کی زندگی بھی ویران رہتی ہے ان کو کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو میں جس عبادت کی طرف بلا رہا ہوں وہ وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عبادت تھی جس سے سینے ہی آباد نہیں ہوتے بلکہ اس کے گرد و پیش روشن ہو جاتے ہیں وہ ایسے لوگ بن جاتے ہیں جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے

﴿.. نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ..﴾

کہ ان کا نور ان کے سینوں سے باہر آکر ان کے آگے آگے چلتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی ہدایت کا موجب بنتا ہے۔ پس وہ تو سچی اور گہری عبادت سے حاصل ہو سکتا ہے ورنہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس زمانے ہی کے ذکر میں فرمایا کہ

«مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى»

ایسی مساجد بھی ہوں گی اس زمانے میں، جو بھری ہوئی ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی اور ویران۔ پس اپنی عبادتوں کو ہدایت سے خالی اور ویران نہ بننے دیں بلکہ ہدایت سے پر کریں پھر ان سے وہ نور نکلے گا جو آپ کے ماحول کو روشن کرے گا، آپ کے گرد و پیش کو روشن کرے گا، آپ کو ترقی کے نئے رستے دکھائے گا۔ آپ کے آگے آگے چلے گا اور اس کے فیض سے پھر آپ دنیا کو بھی حقیقی عبادت کا ذوق عطا کرنے کی اہلیت حاصل کر لیں گے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "جب رمضان سلامتی سے گذر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے" (دار قطنی بحوالہ جامع الصغیر)۔ اب رمضان کے سلامتی سے گذر جانے کا مطلب یہ ہے کہ جو رخ رمضان نے اختیار کر لیا وہ قائم ہو گیا اور دائمی ہو گیا۔ جس طرح ایک بندوق کی نالی سے گولی نکلتی ہے تو جس طرف نالی کا رخ ہے پھر جب تک دوسرے عوامل اس کا رخ موڑ نہیں دیتے وہ اسی طرف چلتی رہتی ہے۔ اگر ہوا نہ ہو، کشش ثقل حائل نہ ہو، دوسری اور ایسی باتیں جو کسی حرکت کرنے والے کی حرکت میں حائل ہو جاتی ہیں وہ درپیش نہ ہوں تو ہمیشہ ہمیش کے لئے اسی رخ پر وہ گولی چلتی رہے گی تو رمضان کا سلامتی سے گذر جانے کا مطلب ہے، ایک مہینہ تیس دن کی عبادتوں کی عادت، نیکی کی عادت اتنی پختہ ہو چکی ہو کہ رمضان سے نکل کر بھی قبلہ وہی رہے جس قبلے کی طرف تم رمضان میں روانہ تھے وہ رخ نہ بدلے۔ اور سارا سال سلامتی سے گذر گیا کا یہ مطلب ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان سے پیچھا چھڑاتے ہی ہر نیکی سے چھٹی کر جاؤ اور کہو چلو جی اب سال گذر گیا۔ سال گذرنے میں نصیحت یہ ہے کہ سلامتی میں کہتا ہی اس کو ہوں جس کے نتیجے میں سال بھر کو سلامتی نصیب ہو۔ مہینے کی سلامتی نہیں، ایک مہینہ سارے سال کی ضمانت لے کر آئے وہ رمضان ہے جس کو کہا جا سکتا ہے کہ سلامتی سے گذر گیا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اور یہ بخاری کتاب الصوم سے حدیث لی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ جو روزہ دار جھوٹی بات اور غلط کام نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے چھوڑے نہ چھوڑے، جو مرضی کرتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ اس نے میری خاطر کھانا چھوڑ دیا اور پانی پینا بند کر دیا۔ جو چھوڑنے والی باتیں ہیں وہ یہ ہیں حقیقت میں اور جو چھڑائی جا رہی ہیں وہ تو جائز باتیں ہیں وہ تو عارضی طور پر بدباتوں کو چھڑانے کے لئے آپ کو ایک ورزش کروائی جا رہی ہے۔ تو عجیب بات ہے کہ لوگ وہ باتیں جو حلال ہیں اور جائز ہیں وہ تو چھوڑ دیتے ہیں روزوں میں اور جو حرام ہیں وہ نہیں چھوڑتے۔ اور بڑی بھاری تعداد ایسے بے وقوفوں کی ہے اور اگر آپ اپنے آپ کا جائزہ لیں تو اس بے وقوفی میں کسی نہ کسی حد تک تقریباً ہر انسان ہی مبتلا رہتا ہے۔ بڑے گناہ نہیں چھوٹے گناہ کرتا رہتا ہے لغویات میں مصروف رہتا ہے۔

پس روزے رکھنے میں جو جائز چیزوں کو چھوڑنا ہے اس میں یہ سبق ہے کہ جائز چھوڑ رہے ہو خدا کا خوف کرو ناجائز کی جرات کیسے کرو گے اللہ کی خاطر تم کہتے ہو کہ ہمیں ایسا پیار ہے خدا سے اس کی خاطر حلال چیزیں چھوڑنے پر آمادہ بیٹھے ہیں اور حرام نہیں چھوڑ سکتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اس کے روزے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ کوئی اس کو فائدہ نہیں ہو گا۔ پس خصوصیت سے جھوٹی بات سے پرہیز یہ ایک بہت ہی اہم اور عظیم نصیحت ہے اگر وہ لوگ جن کو جھوٹ کی عادت ہے اور بسا اوقات وہ جھوٹ بولتے ہیں ان کو پتہ بھی نہیں لگ رہا ہوتا کہ جھوٹ بول رہے ہیں لیکن کبھی کبھی یاد بھی آ جاتا ہے کہ ہاں ہم جھوٹے ہیں اگر خود وہ سوچیں تو پھر ان کو جھوٹ دور کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ مصیبت یہ ہے کہ جب کوئی دوسرا کہے تو نہ صرف یہ کہ مانتے نہیں بلکہ غصہ کرتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

ایک دفعہ ہمارے ہاسٹل میں ایک لڑکا ہوا کرتا تھا وہ جھوٹا مشہور تھا اور اس سے میں نے بات کی تو کہتا ہے کہ "خدا دی قسم اے میں تے کدی وی جھوٹ نہیں بولیا" کہ لو جی، "لو جی" بھی بہت کہنے کی عادت تھی کہ لو یہ کیا بات ہوئی۔ میں اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور وہ جھوٹ بول رہا تھا کیونکہ ہر وقت جھوٹ بولتا تھا تو بعض لوگوں کو پتہ نہیں لگتا۔ لیکن سب سے مہلک بیماری جھوٹ ہے ہر نیکی کو کھا جاتی ہے یہ وہ تیزاب ہے جس سے سونا بھی پگھل جاتا ہے۔ "ایکوا ریجا" اس تیزاب کو کہتے ہیں جس سے سونا بھی نہیں بچتا تو یہ تو ہر نیکی کو کھانے والا تیزاب ہے اس سے بچنے کی کوشش کریں اور اپنے گھروں کو خصوصیت سے سچائی کی آماجگاہ بنائیں۔ اپنی بیویوں پر اپنے بچوں پر نظر رکھیں اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو بیوی کو چاہئے کہ وہ آپ پر نظر رکھے۔ بچے میری آواز سن رہے ہیں اور مجھے پتہ ہے کہ آجکل احمدی بچوں کو بہت زیادہ شوق ہے اپنے بڑوں کی تربیت کرنے کا۔ وہ جو بات سن لیتے ہیں معصومیت سے اسے پلے باندھ لیتے ہیں اور پھر بڑے کو کرتے دیکھتے ہیں کہتے ہیں دیکھو دیکھو ہم لکھ دیں گے حضرت صاحب کو کہ تم یہ کیا کر رہے ہو اور کئی ماں باپ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں بڑا لطف آیا بات سن کر۔ ان کی نصیحتیں ان کو پیاری بھی لگتی ہیں اور ان کے دل پر اثر بھی کرتی ہیں۔ اگر محلے والا کوئی آکے کہتا تو شاید اس پر مرنے مارنے پر یا لڑنے پر آمادہ ہو جاتے۔

پس بچوں کو میں کہہ رہا ہوں جو میرے مخاطب ہیں میرے سامنے ٹیلی ویژن پر بیٹھے ہوں گے وہ تیار ہو جائیں مربی بننے کے لئے، مگر گستاخی نہ کریں، ماں باپ آپ کے بڑے ہیں۔ ان سے تن کر نہ بولنا۔ ادب اور پیار سے ان کو سمجھائیں تو انشاء اللہ آپ کی باتوں کا نیک اثر پڑے گا۔ جو آپ نے محاورہ سن رکھا ہے کہ پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر کٹ سکتا ہے تو اے احمدی بچو تم وہ پھول کی پتیاں ہو جن سے سخت جگر بھی کٹ سکتے ہیں۔ اگر پیار سے اللہ کی خاطر، ہمدردی سے، اپنے بڑوں کو نصیحت کرو گے تو دیکھنا انشاء اللہ ان کے دل پر اس کا کیسا گہرا اثر پڑے گا۔ تو تم بھی نگران ہو جاؤ اور اپنے گھروں میں جھوٹ کو داخل ہونے کی اجازت نہ دو اور جو داخل ہوئے ہیں ان کو دھکے دے دے کر باہر نکال دو۔

وہ جماعت جو جھوٹ سے پاک ہو جائے اور اس زمانے میں جبکہ جھوٹ نے ساری انسانی زندگی پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اس کی بقا کی آسمان ضمانت دے گا خدا ضمانت دے گا۔ کوئی دنیا کی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کر سکے گی اگر آپ سچے ہو جائیں۔ عقائد میں سچے ہیں، اعمال میں سچا ہونے کی کوشش کر رہے ہیں مگر روز مرہ کی زندگی میں جھوٹ کے زہر سے اپنے اعمال کو روز بروز ضائع کرتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا

ہے یہ تیزاب ہے جو نیکیاں کھاتا جاتا ہے اور پھر اس کے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں بہت سخت تکلیفیں پھیلتی ہیں۔ جھوٹ کے نتیجے میں کئی طلاقیں ہوتی ہیں۔ کئی گھر جہنم بنے رہتے ہیں اور روز مرہ کی جھوٹ کی عادت سے انسان اپنے باہر کے نقصان بھی کراتا ہے۔ تجارتوں میں بے برکتی پڑ جاتی ہے۔ جو شراکتیں ہیں وہ ناکام ہو کر ٹوٹ جاتی ہیں اور تلخیاں پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔ یہ تو بہت ہی خبیث چیز ہے۔ اس لئے اس رمضان میں جھوٹ کے خلاف بھی جہاد کریں اور جھوٹ کے خلاف جہاد میں بڑی کثرت کے ساتھ دعائیں کریں۔ چھوٹے بڑے سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ کی لعنت سے نجات بخشے۔

اور میں جو بار بار کہہ رہا ہوں اس کی وجہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض احمدی نیکیاں اختیار کرنے کے باوجود جھوٹ کو اس شدت سے نہیں چھوڑ رہے جیسا کہ ایک سخت نفرت کے رویے سے جھوٹ کو ترک کر باہر پھینک دینا چاہئے اس طرح دلوں سے اکھیڑ کر باہر نہیں پھینکا ہوا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ان کو ضرورت پیش آتی ہے تو جھوٹ بول جاتے ہیں۔ یعنی روز مرہ نہیں بول رہے ہوتے اگر گواہی دینی ہے کہیں، کہیں اپنے مقصد کی بات ہو، کہیں کسی جرم سے،، کسی سزا سے بچنا ہو، کہیں اسائلم ڈھونڈنا ہو، کہیں اور اس قسم کے معاملات ہوں جہاں روز مرہ ان کی زندگی کو فائدہ ہو گا تو پہلا خیال ہی ان کے دماغ میں جھوٹ کا آتا ہے کہ کس طرح جھوٹ بولیں کہ ہم اس مصیبت سے بچ جائیں اور فلاں فائدہ حاصل کرلیں۔ ایک انشورنس ہے اس کا ناجائز استعمال ہے۔ روز مرہ کی زندگی میں حکومت کچھ دلوا رہی ہے اور آپ اپنا کام کر رہے ہیں۔ اگر کر رہے ہیں تو پھر پکڑے جانے پر اس کے عواقب کے لئے بھی تیار رہیں۔ کیوں آپ کرتے ہیں؟ اگر تو اس یقین کے ساتھ کرتے ہیں کہ اگر ہم پکڑے گئے تو ہم مانیں گے اور اس سے بڑی بدی میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ اگر ایسا یقین ہو تو اکثر آپ میں سے کام ہی چھوڑ کے بھاگ جائیں۔ لیکن جو کرتے ہیں اکثر ان کے دل میں اسی قسم کے چور چھپے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں اگر پکڑے گئے تو ہم نے یہ کہنا ہے ہم تو یوں کر رہے تھے اور یہ بات ہو رہی تھی یا غلط اطلاع دی گئی ہے جھوٹ ہے، جھوٹے الزام ہیں۔ پس ہر انسان کے جسم کے اندر اس کے دل میں اس کے رگ وپے میں جھوٹ کے چور چھپے ہوئے ہیں اور حقیقت میں اگر وہ غور کرے تو خدا سے بڑھ کر ان کی عبادت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب سخت مصیبت کا وقت آتا ہے تو بعض مشرک بھی میری طرف دوڑتے ہیں اور مجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ جب سمندر میں ہواؤں کے مزاج بدل جائیں اور لہریں کشتی کو اس طرح تھپیڑے دینے لگیں کہ کسی وقت بھی وہ غرق ہو سکتی ہو اس وقت مشرک بھی خدا کو پکارنے لگتا ہے۔ اس موحد کا کیا حال ہو گا جب وہ زندگی میں ادنیٰ سی مشکلات کا سامنا کر رہا ہو، جب اس کی کشتی کو معمولی ہچکولے لگ رہے ہوں اور وہ خدا کی طرف دماغ لے جانے کی بجائے کسی جھوٹ کی طرف مائل ہو رہا ہو تو اس جھوٹ کو خدا بنانے کے مترادف بات ہے اور بہت ہی مکروہ بات ہے۔ ساری عمر کی توحید کو یہ جھوٹ کھا جاتا ہے اور باطل کر دیتا ہے۔

پس جھوٹ سے بچنے کی پہچان یہ ہے کہ اپنے اعمال پر غور کریں اور یہ فیصلہ کرتے رہیں بار بار کہ اس عمل کے نتیجے میں اگر میں کبھی ایسے مقام پہ پہنچوں جہاں مجھے کوئی خطرہ درپیش ہو تو آیا میں جھوٹ کا سہارا لئے بغیر سزا کو خوشی سے قبول کرتے ہوئے اپنی توحید کا سچے دل سے اقرار کر سکتا ہوں کہ نہیں۔ توحید کے ساتھ وفا کر سکتا ہوں کہ نہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس کی زندگی میں خطرے کا الارم بج رہا ہے۔ ہر وقت وہ ان خطرات کا سامنا کر رہا ہے جو مشرک کو درپیش ہوتے ہیں۔

اس لئے جب کامل یقین اور سچائی کے ساتھ آپ اپنے نفس کا معائنہ کرتے ہیں اور پھر جھوٹ کو کرید کرید کر باہر نکال پھینکتے ہیں تو پھر توحید آپ کے دل میں جاگزیں ہوتی ہے اور پھر کسی جھوٹ کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر خدا آپ پر اس طرح جلوہ گر ہوتا ہے اور اس طرح آپ کی حفاظت میں اور آپ کی پناہ میں کھڑا ہو جاتا ہے کہ پھر ان باتوں کی ضرورت ہی کوئی نہیں رہتی تب انسان کو پتہ لگتا ہے کہ امن کیا ہے۔ سلام کے کیا سچے معنی ہیں۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا کیا ہوتا ہے۔ پس سلامتی سے جس مہینے میں سے گزرنے کا ذکر ہے اس میں یہ بنیادی سلامتی ہے۔ توحید حاصل کرلیں اور اللہ کی پناہ میں آجائیں۔ اگر آپ کو یہ نصیب ہو تو یقین کریں کہ آپ کا مہینہ ہی سلامتی سے نہیں گذرا بلکہ سال سلامتی سے گذر گیا ہے اور پھر ایک اور سلامتی کے مہینے میں داخل ہو جائے گا یعنی ساری زندگی آپ کی سلامتی میں گذر گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔

نذرِ اسیرانِ راہ مولیٰ

آنکھوں میں ستارہ ہے ہتھیلی پہ دیا ہے
اک شخص کہ ظلمات سے لڑنے کو چلا ہے

منسوب جو اس سے ہے نہ لکھا نہ کہا ہے
اس جبرِ مسلسل پہ بھی راضی برضا ہے

یہ کام تو انسان کے کرنے کا نہیں تھا
جس کام کو انسان نے ہاتھوں میں لیا ہے

آفاق پہ ہیں جلوہ فشاں اُس کی شعاعیں
وہ نور جو پھونکوں سے بجھا تھا نہ بجھا ہے

پھیلے گا بہ انداز دگر لحہ بہ لحہ
پیغام صداقت جو ہواؤں پہ لکھا ہے

کافی ہے یہ اسبابِ سفر منزلِ جاں تک
لرزاں میری آنکھوں میں کوئی دستِ دعا ہے

اس عہد کی مکار کا ٹھہرے گا حوالہ
وہ پھول جو زنداں کی سلاخوں پہ کھلا ہے

اکرم محمود

تحریک جدید اور ذیلی تنظیموں کی نئی ذمہ داریاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ نومبر ۱۹۹۳ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے جہاں تحریک جدید کے سال نو کا اعلان فرمایا وہاں ذیلی تنظیموں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ حسب سابق دفتر اول کو مضبوط بنانے کی ذمہ داری مجلس انصار اللہ کی ہے۔ دفتر دوم کی مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری ہوگی اور دفتر سوم لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری میں ہے۔ جہاں تک دفتر چہارم کا تعلق ہے وہ انصار اللہ کے سپرد ہے۔ اس کے ساتھ یہ وضاحت کی جارہی ہے کہ چھوٹے بچے انصار اللہ کے سپرد ہونگے اور جو باقاعدہ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں شامل ہیں ان کو چندہ تحریک جدید میں شامل کرنے کی ذمہ داری مجلس خدام الاحمدیہ کی ہوگی اور تمام نومبائعین جو اللہ کے فضل کے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہو رہے ہیں وہ اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ تنظیم کا حصہ ہونگے۔

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS
081 877 0762

سسکتی انسانیت کے لئے عافیت کا حصار

عالم اسلام کے روشن مستقبل کی ضامن آسمانی آواز

(مرزا محمد دین ناز)

سسکتی انسانیت کو بپھرتے ظلم کی بھینٹ چڑھتے دیکھ کر عصر حاضر میں کئی تحریکات اس کے مداوا کے لئے اٹھیں اور شرف انسانی اور حقوق انسانی کے قیام کے لئے اپنی اپنی آواز بلند کی۔ ان میں سے جو بین الاقوامی سطح پر نمایاں ہو کر ابھری وہ یو این او کا ادارہ ہے۔ لیکن بعض طاقتوں کی اجارہ داری کے باعث اس کی آواز صدا بصحرا ہوتی دکھائی دینے لگی۔ خصوصاً جب سے ظلم کا دھارا عالم اسلام کی طرف بہنے لگا یہ ادارہ ظلم کے خلاف نبرد آزما ہونے کی بجائے ظلم کا آلہ کار بن گیا۔ چنانچہ چشم فلک عراق، فلسطین، کشمیر اور بوسنیا وغیرہ میں اس تلخ حقیقت کا مشاہدہ کر چکی ہے اور کر رہی ہے۔

چنانچہ جناب صابر ایاز "اقوام متحدہ اور متنازعہ عالمی مسائل" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

"آج مقبوضہ عرب علاقے عرب مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو چکے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے مظالم کی گواہی مغربی ذرائع ابلاغ دے رہے ہیں ..... برما کی فوج نے اراکان کے مسلمانوں کو تہ تیغ کر کے انہیں وطن چھوڑنے پر مجبور کیا اور وہاں رہنے والے مسلمانوں کو اپنا شہری تسلیم کرنے سے انکار کر کے ان کی شہریت ختم کر دی گئی ہے ..... بوسنیا میں قصاب صفت سربیائی فوج مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے ..... یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ اس ظلم کو روکنا اقوام متحدہ کا فرض ہے۔ آج پوری دنیا میں مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور اقوام متحدہ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود خاموش ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اقوام متحدہ کو بنانے والے بھی مغربی ممالک ہیں اور ان کا بھرپور استعمال بھی وہی کرتے ہیں۔ اس نے کبھی بھی غیر جانبداری سے کام نہیں لیا۔ وہ بڑی طاقتوں کا آلہ کار بنا ہوا ہے"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷ جون ۱۹۹۳ء)

جناب ڈاکٹر اجمل نیازی اپنے کالم "جل تھل" میں ان دکھ بھرے حالات کو یوں رقم کرتے ہیں:۔

"آج جو کچھ بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے وہ کچھ عرصہ پہلے اس سے ذرا کم عراق میں واقع پذیر ہو چکا ہے بلکہ ہو رہا ہے۔ کچھ اور پہلے جائیں تو اتنا کافی ہے کہ میدان کربلا عراق میں واقع ہے یزیدیوں نے اپنی تاریخ دہرائی مگر حسینیوں نے کیا کیا

قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں

لبنان میں کیا ہوا، اردن میں کیا ہوا، برصغیر میں کیا ہوا، مشرقی پاکستان میں کیا ہوا، مقبوضہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے ..... تیسری دنیا کے لوگ جو کچھ بھی ہوں یورپ امریکہ والوں کے لئے جیسے مسلمان ہیں ..... بنیادی حقوق، جمہوریت، آزادی کے علمبردار شاید مسلمانوں کو انسان نہیں سمجھتے مسلمانوں سے انہیں کیا چڑ ہے، کیا خوف ہے، لمحہ فکریہ ہے، المیہ ہے بلکہ اب تو سانحہ بن گیا ہے"۔

(روزنامہ پاکستان لاہور یکم ستمبر ۱۹۹۲ء)

اس کے مقابل پر عالم اسلام کے کردار کے بارہ میں جناب فضل حق اپنے کالم "گاہے گاہے باز خواں" میں یوں رقمطراز ہیں:۔

مومن کم کوش کا ہے خوں تو ارزاں کیوں نہ ہو
"بسنیا" کی سرزمیں میں محشر بداماں کیوں نہ ہو
ملت قرآن کا دیں خود فریبی ہو تو پھر
لشکر تثلیث کا پرچم فروزاں کیوں نہ ہو

..... اہل اسلام کی زبوں حالی کئی دفعہ سامنے آئی۔ عیسائی قوتوں نے بہانہ بنا کر عراق کی عسکری قوت کو تباہ کیا۔ لاکھوں مسلمان موت کے گھاٹ اترے۔ دنیائے اسلام چپ سادھے دیکھتی رہی ..... وہ مفتی، قاضی اور علماء جو آئے دن کسی نہ کسی پاکستانی مرد یا عورت پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے رہتے ہیں قرآن کی المناک خلاف ورزی کرنے والے ان مسلمانوں کے بارے میں انگشت بدنداں رہے۔

اہل اسلام میں عصبیہ کی یہ المناک موت، اہل تثلیث کی بار بار عود کرنے والی اسلام دشمنی، ہمارے حاکموں کی آستان فرنگ پر جبیں سائی نہ کسی کالم نگار کو دکھائی دی نہ کسی سیمینار کا موضوع بنی اور بنتی بھی کیسے مسلمان ملکوں کے اکثر دانشور اور اہل قلم تو اپنے اپنے قصر شاہی کے طواف ہی سے فارغ نہیں ہوتے ....۔

وہ سرکاریں، وہ قائدین اور اسلامی اقلیموں میں اقتدار کے وہ شہسوار جو صبح و شام قرآن شناسی اور شریعت فروزی کی تقریریں کرتے رہتے ہیں۔ نہ جانے کس دین کے پیرو ہیں ان کا طرز عمل اور کچھ بھی ہو رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے مختلف ہے .....

شاید اب اسلامی ممالک کا یو این او کو خدا حافظ کہنے کا وقت آ گیا ہے۔ شاید ایک اسلامی انجمن اقوام جنم لینے کے لئے مضطرب ہے یا شاید احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں ان علامتوں کو مزید فروغ ملے گا جو قرب قیامت کا پتہ دیتی ہیں۔ اگر اسلام کے مقلدوں میں عصبیہ کا یہی فقدان رہا تو شاید وہ وقت دور نہیں جب حدیث نبویؐ کے مطابق، اسلام واپس مدینے یوں جائے گا، جیسے کوئی سانپ اپنے بل میں لوٹے، یا شاید، یا شاید ..... عالم غیب سے کوئی تقدیر انہونی کا نزول ہونے والا ہو۔ کسے معلوم، خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔ جو صورت حال سامنے ہے اس پر ہر ذی ہوش کلمہ گو کا دل اذیت میں ہے اور کیوں نہ ہو قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۹ نومبر ۱۹۹۲ء صـ ۴)

ان اقتباسات سے اظہر من الشمس ہے کہ اس وقت عالم اسلام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے ۔ اسلام دشمن قوتیں ان کو مٹانے کے درپے ہیں جب کہ امت میں وحدت پیدا ہونے کی بجائے اندرونی خلفشار اپنی انتہائی حدوں کو چھو رہا ہے۔ اور بقول جناب فضل حق "ان کا طرز عمل اور کچھ بھی ہو رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے مختلف ہے"۔

یاس کا یہ عالم ہے کہ جگہ جگہ ضمیر کی پکار کا عنوان "قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں" نمایاں ہے۔ قوم کی بگڑی کو سنوارنے والا، قعر مذلت سے امت کو ابھارنے والا، کشتی امت کو ساحل سے ہمکنار کرنے والا۔ نہیں کوئی! نہیں کوئی!! کی صدائے بازگشت اس مایوسی میں اضافہ کا سبب بن رہی ہے۔

جناب فضل حق نے "شاید" کے پردے میں اس مایوسی سے نجات کی کچھ توجیہات پیش کی ہیں۔

○۔ "شاید اب اسلامی ممالک کا یو این او کو خدا حافظ کہنے کا وقت آ گیا ہے"۔ غیرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ ادارہ جو چند عظیم طاقتوں کا آلہ کار بن کر ہر جولانگاہ ستم میں نخچیر عالم اسلام کو بنائے اس کو فوراً خیر باد کہہ دینا چاہئے اور بار بار اس کے دام فریب میں آکر اپنے ہی جسم کے اعضاء کو بھنبھوڑنے کے لئے پیش کر دینا خیر امت کے تجسم کو زیبا نہیں۔ بلکہ یہ تو وہ تجسم ہے جو ہمیشہ غالب آنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے بشرطیکہ اس کو لبادہ اسوہ محمدی سے مزین کیا گیا ہو۔

○۔ "شاید ایک اسلامی انجمن اقوام جنم لینے کے لئے مضطرب ہے" یہ اسلامی انجمن اقوام کہاں سے جنم لے گی۔ اس سے قبل جو عالم اسلام کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور اس کے طرز عمل کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے مختلف ہونے کا جو روح فرسا خاکہ بیان ہوا ہے اور اس طوفانوں میں گھرے قافلہ حجاز میں کوئی حسین بھی نہ ہو اور اس امر کا ایک عالم گواہ اور معترف ہو تو ان سے ایسی انجمن کے قیام کی توقع عبث ہے اور حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ فرقہ واریت اور نفرتوں کا بیج بونے والے اپنی فطرت کے خلاف کس طرح محبت کی بنیادوں پر مبنی انجمن کی تشکیل کے لئے راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

○۔ "یا شاید احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں ان علامتوں کو مزید فروغ ملے گا جو قرب قیامت کا پتہ دیتی ہیں اگر اسلام کے مقلدوں میں عصبیہ کا یہی فقدان رہا تو شاید وہ وقت دور نہیں جب حدیث نبوی کے مطابق اسلام واپس مدینہ یوں جائے گا جیسے کوئی سانپ اپنے بل میں لوٹے"۔

○۔ "یا شاید، یا شاید.... عالم غیب سے کوئی تقدیر انہونی کا نزول ہونے والا ہو۔ کسے معلوم، خدا کی باتیں خدا ہی جانے"۔

موخر الذکر دونوں باتیں ہر ذی ہوش کلمہ گو کے دل کی آواز ہیں۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق آج سے ایک صدی قبل مولانا حالی مرثیہ خواں تھے اور کہہ رہے تھے ۔

"رہا دین باقی نہ اسلام باقی"
"بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے"

دیگر اکابرین امت پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ قرب قیامت کی نشانیوں کا ظہور ہو رہا ہے اور "خدا کی باتیں خدا ہی جانے" کے مصداق مشیت ایزدی کے تحت عالم غیب سے تقدیر انہونی کا نہیں بلکہ ہونی کا نزول ہو چکا ہے اور خیر امت کو قعر مذلت سے نکال کر اس کا مقام دلانے کے لئے قافلہ عاشقان الٰہی کو ایک سالار مل گیا ہے جو اپنی منزل سے آشنا ہے اور مخلوق کی اس مقدس منزل کی طرف راہنمائی میں ہر وقت کوشاں ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق یہی تقدیر الٰہی تھی جس کا ظہور آخری زمانہ میں مقدر تھا اور اسی سالار کی مدبرانہ قیادت میں نشاۃ ثانیہ کا عظیم الشان غلبہ مقدر ہے۔ اس کے بغیر سارے قصے جھوٹ اور ساری تدبیریں افسانے ہیں۔

جناب فضل حق نے جو یہ کہا کہ "اہل اسلام میں عصبیہ کی یہ المناک موت، اہل تثلیث کی بار بار عود کرنے والی اسلام دشمنی، حاکموں کی آستان فرنگ پر جبیں سائی نہ کسی کالم نگار کو دکھائی دی نہ کسی سیمینار کا موضوع بنی اور بنتی بھی کیسے مسلمان ملکوں کے اکثر دانشور اور اہل قلم تو اپنے قصر شاہی کے طواف ہی سے فارغ نہیں ہوتے .... عالم اسلام کا رد عمل نہ ہونے کے برابر ہے" اپنے مزعومہ عقائد اور ظاہری تصور تک تو بالکل درست ہے۔

لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں تقدیر الٰہی کے مطابق آنے والے اس عظیم الشان سپہ سالار امام مہدی اور مسیح موعودؑ کے چوتھے جانشین حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ الودود نے عالم اسلام سے زخم کھانے کے بعد بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق ہونے اور امت محمدیہ کا درد رکھنے کے ناطے نہ صرف ان کے ضمیر کو جھنجوڑا بلکہ الٰہی فراست کے نور سے ان کی بروقت راہنمائی فرمائی۔ کالم نگاری یا سیمینار کا موضوع بننا تو چھوٹی سی بات ہے اس الٰہی تائید یافتہ عظیم روحانی امام نے تو عالمگیر سطح پر لگی لپٹی رکھے بغیر جہاں بڑی طاقتوں کو ان کی طاقتوں کے صحیح استعمال اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں صرف کرنے کی حسین تعلیم دی وہاں تیسری دنیا کے ممالک کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا عظیم درس دیا۔ اس ضمن میں آپ کے خطبات تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے امت محمدیہ کو متنبہ کیا:۔

"پس میں جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کو خواہ وہ ہمیں بھائی سمجھیں یا نہ سمجھیں، یہ عاجزانہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو شدید خطرات درپیش ہیں۔ تمام عالم اسلام کی دشمن طاقتیں آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی دخل اندازی کے بہانے ڈھونڈتی ہیں اور ایک لمبا عرصہ ہوا کہ آپ ان کے ہاتھ میں نہایت ہی بے کس اور بے بس مہروں کی طرح کھیل رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس لئے تقویٰ کو پکڑیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جو آج دنیا میں ذلت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے اور تمسخر کا سلوک ان سے کیا جا رہا ہے، تمام دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں بڑی حقارت سے عالم اسلام کو دیکھتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ ہمارے ہاتھوں میں اسی طرح ہیں جس طرح بلی کے ہاتھوں میں چوہا ہوا کرتا ہے اور جس طرح چاہیں ہم ان سے کھیلیں اور جب چاہیں سوراخ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اس کو دبوچ لیں۔ یہ معاملہ ہے جو انتہائی تذلیل کا معاملہ ہے ۔ نہایت ہی شرمناک معاملہ ہے اور عالم اسلام پر داغ پر داغ لگتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام کی عزت اور وقار مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے خدا کا خوف کریں اور اسلام کی تعلیم کی طرف واپس لوٹیں اس کے سوا اور کوئی پناہ نہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اگست ۱۹۹۰ء بحوالہ خلیج کا بحران اور نظام نو صـ ۱۰،۱۱)

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
ON TELEPHONE
081 874 8902

پھر آپ خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس ضمن میں آپ کو ایک اور خوشخبری بھی دینا چاہتا ہوں کہ جو نصیحت میں نے کی ہے یہ نصیحت حقیقت میں آج میرے مقدر میں تھی کہ میں ضرور کروں اور خدا نے اس کا آج سے بہت پہلے فیصلہ کر لیا تھا چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حمامتہ البشریٰ میں یہ لکھتے ہیں کہ:۔

ترجمہ: "یعنی میرے رب نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی ہے اور الہام کیا ہے کہ میں ان کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں اور انشاء اللہ مجھے اس معاملہ میں کامیاب و کامران پائیں گے"۔

پس خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس فریضہ کی ادائیگی پر مامور فرمایا۔ آج آپ کے ادنیٰ غلام کی حیثیت سے میں آپ کی نمائندگی میں اس فریضے کو ادا کر رہا ہوں اور میں اس الہام کی خوش خبری کی روشنی میں تمام عالم اسلام کو بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ ان عاجزانہ، غریبانہ نصیحتوں پر عمل کریں گے تو بلاشبہ کامیاب و کامران ہونگے اور دنیا میں بھی سرفراز ہونگے اور آخرت میں بھی سرفراز ہونگے۔ لیکن اگر خدا نخواستہ انہوں نے اپنے عارضی مفادات کی غلامی میں اسلام کے مفادات کو پرے پھینک دیا اور اسلامی تعلیم کی پرواہ نہ کی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کو دنیا اور خدا کے غضب سے نہیں بچا سکے گی۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور ہمارے دل کو فرحت نصیب فرمائے اور ہماری تمام بے قراریاں اور کروب دور فرمائے جن میں آج مجھے یقین ہے کہ ہر احمدی کا دل مبتلا ہے"۔

(خلیج کا بحران اور نظام جہان نو صہ ۳۲)

چونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی یہ نصیحت درد و کرب میں ڈوبی ہوئی گہرے دلی جذبات اور ہمدردی پر مبنی خالص ربانی تائید سے کی گئی تھی۔ اس لئے اہل بصیرت اور اہل دانش پر اس نے گہرے نقوش چھوڑے۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"آج بھی دنیا میں جو حالات گزر رہے ہیں ان میں جماعت احمدیہ جو موقف اختیار کر رہی ہے اس موقف کی تائید میں بعینہ ہر ملک سے تائید کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ مجھے ابھی دو دن پہلے ایک بڑے مغربی ملک کے ہمارے ایک احمدی نے یہ مطلع کیا بلکہ استفسار کیا، مجھ سے پوچھا کہ یہاں ایک بہت ہی مشہور مبصر اور بڑا ہی با اثر مبصر ہے اس نے موجودہ حالات پر جو تبصرہ کیا ہے یوں لگتا ہے کہ اس نے آپ کا خطبہ پڑھ کر یا خطبات پڑھ کر تمام وہ نکات قبول کر لئے ہیں جو آپ نے پیش کئے ہیں ..... یہ بات میرے لئے ان معنوں میں اطمینان کا موجب بنی کہ مجھے مزید یقین ہو گیا ہے کہ ان حالات پر میرے جو بھی تبصرے ہیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہیں ورنہ فطرت انسانی اس طرح مختلف ممالک سے بیک آواز اس کی تائید میں تبصرے نہ کرتی اور تقریر اور تحریر کے ذریعے اس تعلیم کی تائید نہ کرتی"۔

(خلیج کا بحران اور نظام جہان نو)

پس خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھا ہے کہ وہ آسمانی آواز جو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق نازل ہوئی قبولیت کی سند حاصل کرے اور اسے غلبہ نصیب ہو۔ اسی کی لہروں کے ارتعاش سے پورا عالم مسحور ہو جائے۔ اب یہی ایک آواز ہے جو بنی نوع انسان کے روشن مستقبل کی ضامن ہے۔ اب اس کے ذریعے سے نظام جہان نو قائم کیا جائے گا۔ اب از سر نو ترقی کی بنیادیں رکھی جائیں گی جن پر مسیح محمدی کے مزدور اپنے پیارے امام کی روحانی قیادت میں عظیم الشان عمارتیں تعمیر کریں گے۔ چنانچہ لکیر کے فقیر نہ بنو۔ "شاید" اور مایوسی کے اندھیروں سے نکل کر عظیم الشان روحانی امام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے نظام جہان نو کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کرو۔

"پس آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں آپ دیکھیں گے کہ یہ تکبر دنیا سے ہلاک کیا جائے گا اور طوفان ان پر اٹھائے جائیں گے اور ایسے خوفناک طوفان خدا کی تقدیر ان پر چلائے گی کہ جن کے مقابل پر ان کی تمام اجتماعی قوتیں بھی ناکام اور پارہ پارہ ہو جائیں گی۔ یہ نظام کہنہ مٹایا جائے گا۔ آپ یاد رکھیں اور اس بات پر قائم رہیں اور کبھی محو نہ ہونے دیں یہ اقوام قدیم جن کو آج اقوام متحدہ کہا جاتا ہے ان کے اطوار زندہ رہنے کے نہیں ہیں۔

یہ قومیں یادگار بن جائیں گی اور عبرت ناک یاد گار بن جائینگی۔ اور ان کھنڈرات سے، اے توحید کے پرستارو! وہ آپ ہیں جو نئی عمارتیں تعمیر کریں گے۔ نئی اقوام متحدہ کی عظیم الشان فلک بوس عمارتیں تعمیر کرنے والے تم ہو، اے مسیح محمدی کے غلامو! جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے تم دیکھو گے ...... یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں اور اس کی تقدیر کی تحریریں ہیں جنہیں دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ آپ وہ مزدور ہیں جنہوں نے وہ نئی عمارتیں تعمیر کرنی ہیں، نئی اقوام متحدہ کی بنیادیں تو رکھی جا چکی ہیں، آسمان پر پڑ چکی ہیں۔ ان کی عمارتوں کو آپ نے بلند کرنا ہے"۔

(خلیج کا بحران اور نظام جہان نو صہ ۱۷۸)

KHAYYAMS
SUPPLIERS OF
FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS
VEGETABLES
SAMOSAS
CHICKEN
SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
MOBILE: 0860 418 252
KHAYYAMS
PARTIES
CATERED FOR

ادارت میں تبدیلی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل انٹرنیشنل کی ادارت میں تبدیلی فرمائی ہے اور خاکسار کو نیا مدیر اعلیٰ اور منیجر مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح چیرمین انتظامیہ کمیٹی کی ذمہ داری بھی اس عاجز کے سپرد فرمائی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ ذمہ داری احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق بخشے۔

(خاکسار نصیر احمد قمر)

"دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا"

اٹھایا شب کی تاریکی نے ڈیرا
ہے میرے سامنے اب اک سویرا

ہوئی جاری قضائے حیث یجعل
تھا اس پر زور کچھ تیرا نہ میرا

عصائے موسوی سے دم بخود ہے
ہر اک فرعون کا ساحر سپیرا

زمیں کا ہر کنارا زیر پا ہے
کچھ ایسے قدسیوں نے اس کو گھیرا

محبت کے شگوفے پھوٹ نکلے
دلوں میں بیج یہ کس نے بکھیرا

یہ فرماں مالک تقدیر کا ہے
"دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا"

(عبدالمنان ناہید)

الفضل انٹرنیشنل ہمیں کیوں پڑھنا چاہئے

اس لئے کہ

- ○ یہ مرکز سلسلہ اور آپ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔
- ○ اس کے مطالعہ سے آپ کو روحانی تسکین ہوتی ہے۔
- ○ اس میں درج ملفوظات و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے احمدیت آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب بنتے ہیں۔
- ○ اس میں ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور خطابات کا مکمل متن شائع ہوتا ہے۔
- ○ یہ اہل علم حضرات کے ٹھوس علمی اور تحقیقی مضامین اور صاحب طرز شعراء کے کلام کے ذریعہ دنیا بھر کی دینی اور اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- ○ یہ ایک روحانی چشمہ ہے جو آپ کو اور آپ کی نسلوں کو روحانی اور علمی سیرابی کا موجب ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیے اور آج ہی الفضل انٹرنیشنل اپنے نام جاری کروائیے۔

کیا ہفتہ وار "الفضل انٹرنیشنل" لندن آپ کو باقاعدہ مل رہا ہے؟ اور کیا آپ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو آج ہی حسب ذیل پتہ پر رابطہ کر کے اسے اپنے نام لگوالیں

اخبار کا سالانہ چندہ

برائے برطانیہ = ۲۵ پاؤنڈ
برائے یورپ = ۲۷ پاؤنڈ
برائے امریکہ، کینیڈا و دیگر ممالک = ۳۶ پاؤنڈ

رابطہ کے لئے پتہ:

16 Gressenhall Rd.,
London SW18 5QL,
U.K.

DISTRIBUTORS OF
PITTA BREAD
PLAIN AND
FRUIT YOGURT
MANGOES
SEASONAL FRUIT
AND
VEGETABLES
ZAHID KHAN
081 949 1044
IMMEDIATE
DELIVERY
ANYWHERE IN
LONDON

مسلم علماء کا اتحاد

(محمد احمد حامی۔ لندن)

جمیعت علمائے اسلام برطانیہ کے رہ نما قاری حسین احمد مدنی نے بریڈفورڈ کے ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے:

"علماء کے آپس میں اختلافات نے مرزائی لوگوں کو بہت فائدہ پہنچایا ۔ ۔ ۔ ۔ مٹھی بھر غیر مسلم لوگ (مراد احمدی جماعت۔ ناقل) اگر کفر پر متحد ہوسکتے ہیں تو ہم لوگ کیوں متحد نہیں ہوسکتے ہیں۔ اتحاد کا وظیفہ تو سب ہی کرتے ہیں مگر عملاً اتحاد کرنے سے بڑوں بڑوں کی پگڑیاں اترنے کا خطرہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ سنجیدہ علماء کو چاہئے کہ اپنے ذاتی اختلافات بھلا کر علماء کو متحد کرنے میں اہم کردار ادا کریں"۔ (روزنامہ جنگ لندن۔ ۱۸ جنوری ۱۹۹۴ء)

جناب قاری حسین احمد مدنی کو احمدیوں کا اتحاد تو تسلیم ہے لیکن وہ اسے "کفر پر" اتحاد قرار دیتے ہیں۔ ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ یہ اتحاد کفر پر نہیں بلکہ ایمان پر ہے۔ قرآن کریم میں مذکور "اشداء علی الکفار" اور "رحماء بینھم" کی عظیم صفات حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐ کے ساتھیوں کی ہی بیان فرمائی گئی ہیں۔ احمدیوں کو خدا تعالیٰ نے خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور ان کا یہ اتحاد خلافت کی عظیم الشان برکات میں سے ایک برکت ہے۔ سورۃ النور کی آیت ۵۶ کا غور سے مطالعہ کیجئے۔ خدائے بزرگ و برتر نے خلافت کا وعدہ مومنین سے اور اعمال صالحہ بجالانے والوں سے ہی فرمایا ہے۔

پس اگر احمدی متحد اور منظم ہوکر "بنیان مرصوص" کا نظارہ پیش کررہے ہیں تو یہ الٰہی تقدیر ہے۔ سلسلہ احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت پر قائم فرمایا ہے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں تمام احمدی ما انا علیہ واصحابی کے مطابق ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہیں جو ایک کامیاب جرنیل کی طرح انہیں اسلام کی عالمگیر فتح کی جانب لے جارہا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ اسلام کی اشاعت اور غلبہ کے وعدے انہی بظاہر "مٹھی بھر" لوگوں کی قربانیوں سے پورے ہوں گے۔

﴿.. کَم مِنۡ فِئَةٍ قَلِیلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً کَثِیرَةً بِإِذۡنِ اللّٰهِ..﴾

اس امام کی روشن قیادت میں نہ احمدیوں کو صیام یا عیدین کے ایام مقرر کرنے میں مشکل پیش آتی ہے اور نہ دینی اور فقہی موشگافیوں کے الجھاؤ ان کا راستہ روکتے ہیں۔ ہمارا امام دعاؤں اور عبادات، درود و سلام اور تبلیغ کے جہاد کے اسلحہ سے لیس کرکے ہمیں آگے بڑھا رہا ہے۔ وہ ہمارے لئے دعائیں کرتا ہے اور ہم اس کے اشارہ پر جان اور مال قربان کرتے ہیں اور اسے حقیقی اتحاد کہتے ہیں۔

اگر قاری صاحب کے ہم خیال علماء اور عوام متحد نہیں ہیں تو اسکی ایک وجہ تو ان کے اپنے کہنے کے مطابق "بڑے بڑوں کی پگڑیاں اترنے کا خطرہ" ہے۔ لیکن اصل بات، جو یہ خود بھی خوب جانتے ہیں، وہ ہے جو ان کے "امام الہند" مولانا ابو الکلام آزاد نے ان کے مرض کی تشخیص کرتے ہوئے بیان فرمائی ہے۔ مولانا آزاد لکھتے ہیں:

"سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہوجائیں گے لیکن علماء دنیا پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ کتوں کا مجمع ویسے تو خاموش رہتا ہے لیکن ادھر قصائی نے ہڈی پھینکی اور ادھر ان کے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہوگئے۔ یہی حال ان سگان دنیا کا ہے۔ ساری باتوں میں متفق ہوسکتے ہیں لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سڑ رہی ہو وہاں پہنچ کر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے۔" (تذکرہ۔ جون ۶۴ء لاہور ایڈیشن۔ ص ۸۹)

قاری صاحب پوچھتے ہیں کہ "ہم لوگ کیوں متحد نہیں ہوسکتے؟" اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ "علماء کے آپس میں اختلافات" ایسا نہیں کردیتے۔ ان کے ممدوح مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک وجہ تو "دنیا کی ہڈی" بتائی ہے اور دوسری یہ کہ:

"بڑی جلن ان لوگوں کو اس بات کی ہوتی ہے کہ ہم شریعت کے مالک ہیں۔ جب تک مسئلہ نہ بتائیں نہ کسی کا غسل ٹھیک ہو نہ وضو"۔ (تذکرہ۔ ایضاً ص ۲۷۲)

آخر میں قاری حسین احمد نے "سنجیدہ علماء" کو اپنے ذاتی اختلافات بھلا کر متحد ہوجانے کی اپیل کی ہے۔ ان کی یہ خواہش تو محال ہے لیکن اگر قاری صاحب خود سنجیدہ ہیں تو ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ جماعت احمدیہ کا باہمی اتحاد اور تنظیم تو ان کو تسلیم ہی ہے سو دنیوی مفادات کو پس پشت ڈال کر مومنانہ جرات دکھائیں اور جماعت احمدیہ میں شامل ہوکر ہمارے کندھے کے ساتھ کندھا ملاکر امت مسلمہ کی واحد متحد جماعت میں اسلام کے سپاہی بن جائیں۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اتفاق، اتحاد، تنظیم اور یقین محکم کا حقیقی نظارہ انہیں یہیں ملے گا اور وہ افتراق و انتشار سے ہمیشہ کے لئے امن میں آجائیں گے۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لئے ماہ رمضان میں خسوف و کسوف کا نشان دئے جانے کی حکمت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی سمجھو کہ ہر ایک نشان میں ایک سر ہوا کرتا ہے سو ہم بیان کرچکے ہیں کہ خسوف کسوف میں یہی سر تھا کہ تا علماء کی ظلمانی حالت کا نقشہ جو بوجہ تکذیب ان میں پیدا ہوگئی آسمان پر ظاہر کیا جائے۔ آسمان کا خسوف کسوف علماء کے خسوف کسوف کے لئے بطور ظل اور اثر کے تھا۔ اور پہلے خبر دی گئی تھی کہ علماء اس مہدی موعود کی تکذیب اور تکفیر کریں گے۔ اور وہ لوگ تمام دنیا سے بدتر ہوں گے۔ سو ضرور تھا کہ ایسا ہی ظہور میں آتا۔ سو علماء نے اس زور شور سے تکذیب اور تکفیر کی کہ جو احادیث اور آثار میں پہلے سے لکھا گیا تھا ۔ وہ سب پورا کیا۔ اور اس طرح پر ان کی ایمانی روشنی مسلوب ہوئی۔ اور ان کے دلوں پر انکار کی ظلمت کا خسوف کسوف لگ گیا۔ اور پھر اس خسوف کسوف پر گواہی پیش کرنے کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ پس اسی وجہ سے یہ دونوں خسوف کسوف انذار کے نشان ہیں۔ اور ہر ایک کسوف خسوف سے انذار ہی مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ حدیثوں میں اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے آیا ہے کہ ہر ایک کسوف یا خسوف کے وقت نماز پڑھو، استغفار میں مشغول ہو اور صدقہ دو"۔

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۳۵)

"یہ امر کہ خسوف کسوف مہدی موعود کی علامت کیوں ٹھہرایا گیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا انکار جو زمین پر ہو رہا ہے یہ موجب غضب الٰہی ہے۔ چنانچہ بعد اس کے زمین پر وہ غضب بذریعہ طاعون ظاہر ہوگیا۔ غرض اللہ نے چاہا کہ تنبیہہ اور یاد دہانی کے لئے یہ نمونہ آسمان پر قائم کرے اور نمونہ کے لئے کسوف خسوف دونوں کو اختیار کیا۔ کیونکہ آفتاب کی سلطنت دن پر ہے اور ماہتاب کی سلطنت رات پر۔ اسی طرح یہ امام موعود دونوں سلطنتوں کا مالک کیا گیا ہے۔ یعنی دین اسلام جو بطور دن کے ہے اور دوسرے ادیان جو بطور رات کے ہیں ان سب پر حکمرانی کرنے کے لئے یہ موعود آیا ہے۔ پس ایسے وقت میں کہ اس کے دن کی سلطنت میں بھی روکیں اور حجاب ہیں اور نیز رات کی سلطنت میں بھی روکیں ہیں حکمت الٰہی نے چاہا کہ آسمان پر کسوف اور خسوف کا انذاری نمونہ پیش کرے"۔

(نزول المسیح)

"اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہوا کیوں ٹھہرایا اس میں کیا بھید ہے۔

سو جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے اور کفر کے فتوے لکھیں گے چنانچہ یہ پیش گوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سنے اور اس کو کافر اور بے ایمان کہیں اور اگر ممکن ہو تو اس کے قتل کرنے کی تدبیر کریں۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کی طرح ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی دور ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمان کے اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلوں کی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی ہے۔ گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہوگئے اور پھر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہوکر خسوف کسوف کی حالت میں ان کو کردیا آسمان نے اس کی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جن کو پہلی کتابوں کے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور ان کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی سو اس وقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کردیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے انہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہوگئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آج تک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں۔

اور رمضان میں خسوف کسوف ہونا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مہدی موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے۔ کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کی طرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے۔ سو اس کے زمانہ میں علماء کا اس سے منہ پھیرنا اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہونا ہے۔

اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہوا تو اس کی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اس کی مخالفت کریں گے اور سب اور توہین اور تکفیر سے پیش آوینگے ۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اس لئے نامزد کیا گیا ہے کہ تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھیں گے بلکہ کافر اور بیدین کہیں گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذب اور دفع کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمت کرنیوالوں کے رد کے لئے محمدؐ رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کریں گے مگر وہ محمدؐ ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمم۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا۔ کیونکہ انہوں نے علم اور معرفت کی روشنی پاکر پھر اس شخص سے عمداً منہ پھیرا جس کو قبول کرنا چاہئے تھا اور ضرور تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکھا گیا تھا کہ ابتداء میں مہدی موعود کا کافر قرار دیا جائے گا۔ سو انہوں نے مجھے کافر قرار دے کر اس نوشتہ کو پورا کردیا۔ اور دوسرا حصہ آسمان میں پورا ہوا۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۵۔ ۲۹۶)

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES?
PHONE US FOR A QUOTE
061 759 3656
Atlas Travel
493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

SKY
SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD. VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE. PLEASE CALL FOR COMPETITIVE PRICES. MAIL ORDER. EXPORT SERVICE FOR THE WHOLE WORLD. WE ACCEPT CREDIT CARDS. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

دعائے استخارہ۔ راست بازوں کا ایک طریق

(میاں عبدالقیوم)

دنیا میں کسی فرد بشر کو یہ یقینی علم نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے اور اس کے جلو میں اس کے لئے کیا کچھ آئے گا۔ پھر انسان کو یہ بھی یقینی علم نہیں کہ آئندہ کس قسم کی سروس یا تجارت یا کاروبار اس کے لئے خدا کے فضلوں کا موجب ہوگا۔ شادی میں کونسا رشتہ اس کے لئے موزوں ہوگا۔ رہائش کے لئے کونسی جگہ سکون کا باعث ہوگی۔ اس کے لئے اور اس کے عزیزوں کے لئے کس قسم کی تعلیم بہتر رہیگی۔ الغرض اس قسم کے سینکڑوں مسائل ہیں جو ہر انسان کی زندگی میں اس کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ اور بوجہ یقینی علم نہ ہونے کے وہ ان میں صحیح فیصلہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ نسل انسانی کی اکثریت جو لاکھوں پریشانیوں، حسرتوں اور نامرادیوں سے دوچار ہے اور جن کی وجہ سے ان کی زندگی جہنم بن رہی ہے۔ ان کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے فیصلے اکثر غلط ہو جاتے ہیں اور غلط فیصلوں کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان کو علم غیب حاصل نہیں۔ اس کو تو یہ بھی علم نہیں کہ اس وقت اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ ان حالات میں انسان کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ اس ہستی سے دریافت کرلے جو عالم الغیب ہے۔ اور ہر قسم کے فضلوں اور رحمتوں کا سرچشمہ بھی ہے۔ اس مقصد کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو دعائے استخارہ سکھلائی تا ہر انسان خود براہ راست اس عالم الغیب اور سرچشمہ رحمت وقدرت سے ہر اہم مسئلہ پر ہدایت اور راہنمائی حاصل کر سکے۔ یہ دعا یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيوبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الاَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ اَمْرِي فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ. وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الاَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ اَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِي بِهِ.

اس کا آزاد ترجمہ یہ ہے:۔

اے میرے اللہ میں تیرے علم بے پایاں کے ذریعہ تجھ سے خیر کی درخواست کرتا ہوں اور تیری قدرت سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کا سوالی بن کر آتا ہوں کیونکہ تو ہی قدرت اور طاقت کا سرچشمہ ہے۔ جب کہ میں کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ اور تو سب کچھ جانتا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا۔ اور تو غیب سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اے میرے اللہ اگر تیرے نزدیک یہ امر جو میرے ذہن میں ہے میرے دین، میری معاش اور کام کے انجام کے لحاظ سے اچھا ہے اس صورت میں تو اسے میرے لئے مقدر کردے۔ اس کا حصول میرے لئے آسان کردے پھر اس میں میرے لئے برکتیں رکھ دے۔ اور اے میرے خدا اگر تیرے نزدیک یہ امر میرے دین، معاش اور انجام کے لحاظ سے برا ہے تو اس کو مجھ سے دور کردے اور مجھے اس سے دور لے جا اور اس کے بدلہ میں میرے لئے کوئی اور چیز جہاں بھی ہو مقدر کردے اور مجھے اس پر راضی بھی کردے۔ آمین۔

مندرجہ بالا دعا انسانی فطرت اور اس کی جبلی کمزوری کے عین مطابق ہے اور پھر ایسی جامع ہے کہ اس سے زیادہ مکمل دعا انسانی ذہن تصور نہیں کر سکتا۔ یہ موقعہ نہیں کہ اس پر اس رنگ میں مزید تفصیل سے روشنی ڈالی جائے۔ صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر یہ دعا حاوی نہ ہو۔
یہ دعا ہر وقت کی جاسکتی ہے تاہم عام طور پر یہ دعا سونے سے پہلے کی جاتی ہے۔ انسان تمام کاموں سے فارغ ہو کر یکسوئی سے دو نفل ادا کرے اور اس میں یہ دعا مانگے۔ دعا کرنے کے بعد بغیر مزید کلام کئے دائیں کروٹ سو جائے۔ صلحاء امت کا تجربہ ہے کہ اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے الہام، کشف اور رؤیا خواب کے ذریعہ راہنمائی فرما دیتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انسانی قلب کو ایک خاص فیصلہ کرنے کا انشراح عطا فرما دیتا ہے۔ یہ دعا برابر جاری رہنی چاہئے جب تک کسی امر کے لئے شرح صدر نہ ہو جائے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ دعائے استخارہ پر باقاعدگی سے عمل کیا جائے اور انسان یہ اصول مقرر کرلے کہ اس نے بہرصورت ہر اہم مسئلہ میں خدائے علام الغیوب سے راہنمائی حاصل کرنی ہے۔ اور اس راہنمائی پر عمل بھی کرتا رہے تو تمام اہم مسائل بدرجہ احسن انجام پا جاتے ہیں۔ اس وقت کتنی ہی شادیاں ہیں جو ناکام ہو رہی ہیں اور اپنے ساتھ کتنے خاندانوں کو جلتی ہوئی آگ میں دھکیل رہی ہیں۔ کتنی تجارتیں ہیں جو خسارہ میں جا رہی ہیں اور کتنی ملازمتیں ہیں جن میں انسان متواتر دکھ اٹھا رہا ہے۔ المختصر وہ تمام امور جن میں لاعلمی کی وجہ سے غلط راہ اختیار کرلی جاتی ہے اور جن سے پھر لامتناہی مسائل جنم لے رہے ہیں اور معاشرے میں ناسور بن رہے ہیں۔ ان تمام امور میں کامیابی حاصل کرنے کی بہترین راہ یہی ہے جو ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی اور جس کی آنحضور ؐ نے اپنی امت کو بار بار تاکید فرمائی۔

اس ضمن میں دیکھا گیا ہے کہ بعض دفعہ ارادے اور فیصلے پہلے سے پختہ کر لئے جاتے ہیں اور دعا بعد میں کی جاتی ہے۔ تا اللہ تعالیٰ ان عزائم کو قبول فرما کر قبولیت اور برکت رکھ دے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت بھی جائز ہے۔ لیکن یہ طریق عموماً ان امور سے متعلق ہونا چاہئے جن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے سے راہیں متعین فرما دیں اور اصولی ہدایت اور تعلیم پہلے سے دے رکھی ہے۔ لیکن ایسی باتوں میں بھی بہت ممکن ہے کہ تفاصیل میں غلطی ہو جائے۔ انسانی فطرتی کمزوری اور آجکل کے عمیق در عمیق مسائل کو پیش نظر رکھ کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کشتی نوح میں ایک خاص نصیحت فرمائی ہے جو سننے، یاد رکھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے:۔

"چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا۔ خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے ۔ تم راست باز اس وقت بنوگے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے تم کوئی تدبیر کرو۔ اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی"۔

مندرجہ بالا ارشاد میں حضور نے جس بات پر خصوصی توجہ دی ہے وہ یہ ہے کہ کسی مسئلہ پر سوچنے اور تدبیر کرنے سے پہلے دعا ضروری ہے۔ یہاں حضور نے اس شخص کو "راست باز" کے لقب سے نوازا ہے جو کسی کام کے وقت یا کسی مشکل آجانے پر سوچ و بچار نہیں کرتا۔ تدبیر نہیں سوچتا۔ کسی سے مشورہ نہیں کرتا۔ کوئی ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتا۔ الغرض کسی قسم کی کوئی کوشش نہیں کرتا بلکہ پہلے خدا سے دعا کرتا اور اس کے فضل سے مشکل کشائی چاہتا ہے۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ایسے شخص کی روح القدس مدد کرتی ہے اور غیب سے اس کے لئے کوئی راہ کھولی جاتی ہے۔ پھر خدا کے دوسرے قانون کے مطابق وہ اس راہ میں پوری کوشش بھی کرتا اور انجام کار کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ مثلاً کسی امتحان میں کامیابی کے بعد روزگار کی تلاش کا مسئلہ درپیش ہے۔ عام صورت یہ ہے کہ حاصل کردہ تعلیم کے مطابق انسان متعلقہ دفاتر وغیرہ سے معلومات حاصل کرکے ایسی جگہ کا انتخاب کرے جو اسے پسند ہو۔ اور آخری انتخاب اور فیصلہ سے پہلے دعائے استخارہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرکے درخواست دے دے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مشکل مسائل ایسے الجھے ہوئے ہوں یا اچانک کوئی مشکل آن پڑے یا مصیبت گھیر لے۔ ایسی صورتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق انسان کا کام یہ ہے کہ وہ کوئی سوچ بچار نہ کرے، کوئی معلومات حاصل نہ کرے، کوئی درخواست نہ دے ۔ وغیرہ صرف دروازہ بند کرکے سارا معاملہ خدا کے حضور پیش کرکے اس سے راہنمائی کی درخواست کرے۔ حضور فرماتے ہیں۔ ایسی صورت میں روح القدس اس کی مدد کرے گی اور غیب سے اس کے لئے راہ کھولی جائے گی۔ اس دعا کے بعد جو بات یا تدبیر دل میں ڈالی جائے اس میں خدا کے نور کی روشنی ہوگی اور انسان ابتداء سے ہی اس راہ پر گامزن ہوگا جو خدا کو بھی پسند ہے اور جس میں کامیابی بھی مقدر ہے۔

اس خاص تائید الٰہی کے رازوں میں سے ایک راز یہ ہے کہ جب انسان اپنی ہر اک طاقت، علم، تجربہ، ہنر اور پوری ذات کو معدوم یقین کرکے صرف خدا کو ہی حقیقی رب اور کارساز جانتا ہے تب اس کی اس فنا کی حالت کے بعد خدا کی مربیانہ اور قادرانہ تجلی خاص طور پر جوش میں آتی ہے اور انسان کو ابتداء ہی سے کامیابی و کامرانی کے راستہ پر ڈال دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقررہ کردہ ظاہری اسباب کا استعمال ہر صورت میں ضروری ہے۔ کیونکہ وہ طریق ادب ہے لیکن وہ ظاہری کوشش جو ہر کام کے ابتداء میں دعا کے بعد کی جائے اس میں روح القدس کی تائید کا وعدہ ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ جتنا جتنا انسان اپنے آپ کو فنا کرتا جاتا ہے اتنا ہی وہ خدا کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اس کی اپنی ظاہری کوششیں اور سعی کم ہوتی جاتی ہے اور خدا کی مدد زیادہ ہوتی جاتی ہے اور جتنا انسان اپنی ذات پر بھروسہ کرتا ہے اتنا ہی وہ خدا سے دور ہوتا جاتا ہے اس کی اپنی ظاہری کوششیں اور سعی زیادہ اور خدا کی مدد کم ہوتی جاتی ہے۔

جو بات سب سے زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ ہر کام کے شروع میں دعا کرنے والے شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "راست باز" کے پاک خطاب سے نوازتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ ارشاد جو کشتی نوح میں ہے کے مطابق ہم اپنی زندگی کے تمام فیصلے کرنا شروع کر دیتے ہیں تو خدا کے فضل سے ہم راست بازوں میں شامل کر دئے جاتے ہیں۔ یا کم از کم اس راہ پر ضرور گامزن کر دئے جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم انجام کار صدیقوں کے مراتب پر فائز کر دئے جاتے ہیں۔ یہ کتنی آسان راہ ہے اور پھر کتنی دلکش راہ ہے۔ اعلیٰ روحانی مراتب کے حصول کے لئے دیگر مذاہب اور فرقوں کے لوگ پتہ نہیں کن کن مشکل مجاہدات اور قربانیوں کے دور میں سے گزرتے ہیں۔ پر خدا کا ہم پر کتنا فضل ہے کہ ایسی آسان اور دلکش راہ سے ہم اس عالی مقام پر بلند کر دئے جاتے ہیں۔ یہ سب فضل دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ہے جو اس وقت آنحضور ؐ کے ظل کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پھر ایک چشمہ ذخار کی طرح جاری و ساری ہے۔ کاش دنیا کی آنکھیں کھلیں اور وہ دیکھیں کہ زندہ اور زندگی بخش رسول صرف صحرائے عرب سے ظاہر ہونے والے ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ ہم آج بھی آپ کی مقدس تعلیمات پر عمل کرنے کے نتیجہ میں روح القدس سے مدد دئے جاتے ہیں اور خدا کے مقربین میں شامل کر دئے جاتے ہیں۔

اللھم صل علیٰ محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

حدیثِ نبویؐ

اَلدِّینُ النَّصِیحَۃُ

دین کا خلاصہ خیرخواہی ہے

Kenssy

Fried Chicken

589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

بقیہ از صفحہ

اعتراض کیا جاتا ہے کہ دار قطنی کی مذکورہ حدیث ضعیف اور مجروح ہے اس کے راوی ثقہ نہیں۔ اس کے بعض راوی فاسق، مبتدع اور کذاب ہیں اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عربی تصنیف نورالحق حصہ دوم میں اس اعتراض کا جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام باقر ہدایت یافتہ اماموں میں سے تھے۔ انہیں بے اصل روایت بیان کرنے کی کیا غرض تھی۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث میں مذکور پیش گوئی کو پورا کر کے اس کی صحت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی اور اس کے راویوں کو اپنے فعل سے صادق ثابت کر دیا۔ اس طرح آپ نے اس اعتراض کے جواب میں کہ حدیث کے راوی مجروح ہیں اور یہ حدیث مرسل اور ضعیف ہے فرمایا ہے کہ:۔

الف ۔۔ قرآن کریم میں ہے

﴿... اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا...*﴾

یعنی تبین کے بعد فاسق کی شہادت قابل قبول ہے۔ پس قرآن مجید کے دوسرے حکم کے مطابق کہ مومن پر حسن ظن کرنا چاہئے ماننا پڑتا ہے کہ امام دارقطنی نے حدیث کی شہرت کو دیکھتے ہوئے اور بعد تحقیق راویوں کو سچا جانتے ہوئے اس حدیث کو درج کیا۔

ب ۔۔ دوسرے یہ روایت دوسرے طرق سے بھی مروی ہے اور قرآن بھی اس کا مصدق ہے۔

ج ۔۔ اس روایت کا از قبیل مرسل ہونا اس لئے ہے کہ اس کی شہرت حد کمال کو پہنچی ہوئی تھی اور جو مشہور و معروف ہو اس کے اتصال کی حاجت نہیں بلکہ آحاد ظنی آثار کے رفع و اتصال کی ضرورت ہوتی ہے۔

د ۔۔ جو احادیث امور غیبیہ اور اخبار مستقبلہ پر مشتمل ہوں ان کے لئے حقیقی معیار ان خبروں کا واقعہ کے مطابق پورا ہو جانا ہوتا ہے۔ ظالموں نے یہاں تک کہہ دیا کہ خبر ضعیف، اہل سنت کے نزدیک اگرچہ مشاہدہ سے اس کا صدق بھی ظاہر ہو جائے، وہ ضعیف ہی ہے۔ حالانکہ حدیث

«لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ»

پڑھتے ہیں۔

علاوہ ازیں اپنی تصنیف ضمیمہ انجام آتھم میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ کہنا کہ اس حدیث میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کی ہے یہ قول سراسر حماقت ہے۔ کیونکہ یہ حدیث ایک پیش گوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر پوری ہو گئی۔ پس جبکہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا تو اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ ایسے لوگ چارپائے ہیں نہ آدمی جن کے دل میں بعد قیام دلائل صحت پھر بھی شبہ رہ جاتا ہے۔

فرض کیا کہ محدثین کی طرز تحقیق میں اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ رہ گیا تھا۔ مگر دوسرے پہلو سے وہ شبہ رفع ہو گیا۔ محدثین نے اس بات کا ٹھیکہ نہیں لیا کہ جو حدیث انکی نظر میں قاعدہ تنقید رواۃ کی رو سے کچھ ضعف رکھتی ہو۔ وہ ضعف کسی دوسرے طریق سے دور نہ ہو سکے۔ اس حدیث کو تو کسی شخص نے وضعی قرار نہیں دیا اور اہل سنت اور شیعہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف محدثین کا فتویٰ قطعی طور پر کسی حدیث کے صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ یہاں تک ممکن ہے کہ ایک حدیث کو محدثین نے وضعی قرار دیا ہو اور اس حدیث کی پیش گوئی اپنے وقت پر پوری ہو جائے اور اس طرح پر اس حدیث کی صحت کھل جائے ہمیں اصل غرض تحقیق صحت سے ہے نہ محدثین کے قواعد سے۔

پس یہ نہایت بے ایمانی اور بد دیانتی ہے کہ جب خداتعالیٰ کسی اور پہلو سے کسی حدیث کو ظاہر کر دے اور اطمینان بخش ثبوت دے دے تب بھی ان ظنون فاسدہ کو نہ چھوڑیں کہ فلاں شخص نے فلاں راوی کی نسبت یہ شکوک پیش کئے تھے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ معتبر راویوں کے بیان سے کسی کی موت ثابت ہو اور پھر وہ شخص جو مردہ قرار دیا گیا ہے حاضر ہو جائے اور اس کے حاضر ہونے پر بھی اس کی زندگی پر اعتبار نہ کریں اور یہ کہیں کہ راوی بہت معتبر ہیں ہم اس کو زندہ نہیں مان سکتے۔ ایسا ہی ان بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک ان کے نزدیک نہیں آئی"۔
(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۴، ۲۹۵)

اسی طرح فرمایا:۔

حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اس کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے ان کی حماقت ظاہر ہوئی۔ راویوں کی تنقید اور ان کا جرح ایک ظنی امر ہے اور ایک پیش گوئی کا پورا ہو جانا اور اس کا صدق مشاہدہ میں آ جانا یقینی امر ہے اور ظن یقین کو اٹھا نہیں سکتا۔ رویت روایت پر مقدم ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خبر معاینہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ کیا تو نے لیس الخبر کالمعاینہ کبھی نہیں سنا۔ آثار اور احادیث جو آحاد ہیں وہ مفید ظن ہے اور معاینہ مفید یقین ہے۔ پس کیا ظن یقین کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے؟

فرض کیا کہ اس حدیث میں کوئی راوی کذاب ہے، مفتری ہے، شیعہ ہے مگر جبکہ یہ پیش گوئی پوری ہو گئی تو اس طریق سے حدیث کی صحت پر شہادت پیدا ہو گئی۔ کسی کا کاذب ہونا قطعی طور پر اس کی روایت کو رد نہیں کر سکتا۔ کبھی کاذب بھی سچ بول سکتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے ساری عمر جھوٹ نہ بولا ہو۔ تو کیا یقینی طور پر ان کی گواہی کو رد کر سکتے ہیں۔

پس ذرہ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم نے اس حدیث کے دو راویوں عمرو اور جابر جعفی کو جھوٹا ٹھہرایا مگر ان کا جھوٹ ثابت نہیں۔ کسی نے ان کے جھوٹ کا شرعی ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ ان کی یہ روایت کسوف خسوف سچی نکلی۔ مگر تمہارا گندہ جھوٹ ایسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ تم عند الشرع سخت سزا کے لائق ٹھہر گئے اور وہ جھوٹ یہ ہے کہ تم نے حقیقت کو چھپانے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو باطل ٹھہرانے کی نیت سے گرہن کی تاریخوں کو بدل ڈالا۔ سورج چاند کا گرہن جس کی نسبت پیش گوئی ہے تمام ہندو مسلمان عیسائی جانتے ہیں اور اخباروں اور جنتریوں میں مندرج ہے کہ وہ اس طرح پر واقع ہوا کہ چاند گرہن تیرہ رمضان کو ہوا۔ اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو۔ جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ نورالحق میں اسی وقت چھاپ دیا تھا۔ مگر تم نے حق کو چھپانے کیلئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا کہ اپنے اس اشتہار میں جس کا عنوان صیانۃ الاناس عن شر الوسواس الخناس ہے چاند گرہن کی تاریخ بجائے تیرہ رمضان کے چودہ رمضان لکھ دی اور سورج گرہن کی تاریخ بجائے اٹھائیس رمضان کے انتیس رمضان لکھ دی۔

پس اے بد ذات خبیث دشمن اللہ رسول کے، تو نے یہ یہودیانہ تحریف اسی لئے کی کہ تا یہ عظیم الشان معجزہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر مخفی رہے۔ جابر اور عمرو بن شمر کا جھوٹ تو ہرگز ثابت نہیں ہوا۔ مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔ جابر اور عمرو کا سچا ہونا کسوف خسوف سے ثابت ہو گیا۔ اور رویت نے روایت کے ضعف کو دور کر دیا۔ اب جو شخص ان بزرگوں کو جھوٹا کہے جن کے طفیل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دنیا پر کھلا وہ بد ذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے۔
(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱، ص ۳۳۳-۳۳۴)

اسی طرح آپ اپنی تصنیف تحفہ گولڑویہ میں اس اعتراض کا کہ بعض راوی اس حدیث کے ثقاہ میں سے نہیں ہیں جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اول یہ عذر ہے کہ بعض راوی اس حدیث کے ثقاہ میں سے نہیں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر درحقیقت بعض راوی مرتبہ اعتبار سے گرے ہوئے تھے تو اعتراض دارقطنی پر ہو گا کہ اس نے ایسی حدیث لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیا؟۔ یعنی یہ حدیث اگر قابل اعتبار نہیں تھی تو دارقطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا۔ حالانکہ وہ اس مرتبہ کا آدمی ہے جو صحیح بخاری پر بھی تعاقب کرتا ہے اور اس کی تنقید میں کسی کو کلام نہیں اور اس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ گزر گیا مگر اب تک کسی عالم نے اس حدیث کو زیر بحث لا کر اس کو موضوع قرار نہیں دیا۔ نہ یہ کہا کہ اس کے ثبوت کی تائید میں کسی دوسرے طریق سے مدد نہیں ملی بلکہ اس وقت سے جو یہ کتاب ممالک اسلامیہ میں شائع ہوئی تمام علماء اور فضلاء متقدمین و متاخرین میں سے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے۔ بھلا اگر کسی نے اکابر محدثین میں سے اس حدیث کو موضوع ٹھہرایا ہے تو ان میں سے کسی محدث کا فعل یا قول پیش تو کرو جس میں لکھا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور اگر کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کر سکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ بطور انعام تمہاری نذر کرینگے جس جگہ چاہو امانتاً پہلے جمع کرا لو۔ ورنہ خدا سے ڈرو جو میرے بغض کے لئے صحیح حدیثوں کو جو علماء ربانی نے لکھی ہیں موضوع ٹھیراتے ہو"۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۱۳۳، ۱۳۴)

ایک اعتراض حدیث خسوف کسوف پر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں بلکہ امام باقرؒ کا قول ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اعتراض کا جواب بھی اپنی معرکۃ الآراء عربی تصنیف نورالحق حصہ دوم میں تحریر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام باقرؒ کی یہ شان نہیں کہ وہ نبیوں کی طرح کلام کریں۔ انہوں نے اس کو اپنا قول قرار نہیں دیا اور سلف کا طریق یہی ہے کو جب وہ کوئی دینی امر بیان کریں اور اسے اپنی یا دوسرے مومنوں کی طرف منسوب نہ کریں تو اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہوتا ہے اور اس کا مرسل ہونا اس کی شہرت کی طرف ہوتا ہے۔ حقیقتہ الوحی میں اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے۔ صرف امام محمد باقرؒ کا قول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آئمہ اہل بیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے، سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی یہ عادت شائع متعارف ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دارقطنیؒ نے اس کو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے"۔
(حقیقتہ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۰۴)

A.Z
ELECTRONICS
18 BROOKWOOD ROAD,
SOUTHFIELDS, LONDON SW18 5PB
NEAREST UNDERGROUND STATION
SOUTHFIELDS - DISTRICT LINE
TEL: 081 877 3492 FAX: 081 877 3518
FOR VIDEO, TELEVISION &
ELECTRONIC SPARES SEMI
CONDUCTORS
REMOTE CONTROLS VIDEO
HEADS, ETC.,
VISA AND ACCESS CARDS ACCEPTED FOR POSTAL DESPATCH

ISSN: 1352 9587

AL FAZL INTERNATIONAL WEEKLY-LONDON

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شہادت کے سربلندوں سے

یہ پوچھتا ہوں میں دنیا کے شرپسندوں سے
رکے بھی ہیں کبھی مولا کے کام بندوں سے؟
پڑا ہو واسطہ عقل و نظر کے اندھوں سے
تو کام کس طرح نکلے گا زہر خندوں سے؟
بجھے بھی ہیں کبھی سورج ہوا کے جھونکوں سے؟
ڈرے بھی ہیں کبھی طائر ہوا کے پھندوں سے؟
مٹا بھی ہے کبھی لکھا خدا کے ہاتھوں کا؟
چھلے بھی ہیں یہ نوشتے تمہارے رندوں سے؟
نہ کرسکا کوئی خوشبو اسیر زنداں میں
نہ عشق قابو میں آیا کبھی کمندوں سے!
سنے تو ہوں گے حسین و لطیف کے چرچے!
ملے تو ہوگے شہادت کے سربلندوں سے!
ہلا نہ دیں، یہ دعاؤں سے عرش مولا کا
حذر کرو مرے ربوہ کے دردمندوں سے
جو تم نہ کرسکے اربوں روپے کی دولت سے
وہ کام ہم نے کیا ہے حقیر چندوں سے

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

اور اگر نہیں تو کیوں اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ قرآنی شہادت کی رو سے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے"۔
(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۴،۱۳۵)

اسی طرح فرمایا:
"یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف کی گواہی صحت حدیث کسوف خسوف کی نسبت صرف ایک گواہی نہیں بلکہ دو گواہیاں ہیں۔ ایک تو یہ آیت کہ جمع الشمس والقمر جو پیش گوئی کے طور پر بتلا رہی ہے کہ قیامت کے قریب جو مہدی آخر الزمان کے ظہور کا وقت ہے چاند اور سورج کا ایک مہینہ میں گرہن ہوگا۔ اور دوسری گواہی اس حدیث کی صحیح اور مرفوع متصل ہونے پر آیت فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول میں ہے کیونکہ یہ آیت علم غیب صحیح اور صاف کا رسولوں پر حصر کرتی ہے جس سے بالضرورت متعین ہوتا ہے کہ ان لمھدینا کی حدیث بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے"۔
(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۵)

مزید فرمایا:۔
"اگرچہ بباعث کثرت اور کمال شہرت کے اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع نہیں کیا گیا اور نہ اس کی ضرورت سمجھی گئی مگر خدا نے اپنی دو گواہیوں سے یعنی فلا یظہر علی (سورہ الجن :۲۷) اور آیت جمع الشمس والقمر سورہ القیامہ :۱۰) سے خود اس حدیث کو مرفوع متصل بنا دیا۔ سو بلاشبہ قرآنی شہادت سے اب یہ حدیث مرفوع متصل ہے۔ کیونکہ قرآن ایسی تمام پیش گوئیوں کا جو کمال صفائی سے پوری ہو جائیں اس تہمت سے تبریہ کرتا ہے کہ بجز خدا کے رسول کے کوئی اور شخص ان کا بیان کرنے والا ہے۔ نعوذ باللہ یہ خدا کے کلام کی تکذیب ہے کہ وہ تو صاف لفظوں میں بیان فرماوے کہ میں صریح اور صاف پیش گوئیوں کے کہنے پر بجز اپنے رسول کے کسی کو قدرت نہیں دیتا لیکن اس کے برخلاف کوئی اور یہ دعویٰ کرے کہ ایسی پیش گوئیاں کوئی اور بھی کر سکتا ہے جس پر خدا کی طرف سے وحی نازل نہیں ہوئی اور اس طریق سے آیت فلا یظہر علی غیبہ احداً کی تکذیب کر دیوے۔

"غرض جبکہ ان تمام طریقوں سے اس حدیث کی صحت ثابت ہو گئی اور نیز اس کی پیش گوئی اپنے پورے پیرایہ میں وقوع میں بھی آگئی تو اے خدا سے ڈرنے والو! اب مجھے کہنے دو کہ ایسی حدیث سے انکار کرنا جو گیارہ سو برس سے علماء اور خواص اور عوام میں شائع ہو رہی ہے اور امام محمد باقر اس کے راوی ہیں اور تیرہ سو برس سے یعنی ابتداء سے آج تک کس نے اس کو موضوع قرار نہی دیا اور نہ دارقطنی نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا۔ اور قرآنی آیت جمع الشمس والقمر میں اس کا مصدق ہے یعنی اسی گرہن سورج اور چاند کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ اور نیز قرآن صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ کسی پیش گوئی پر جو صاف اور صریح اور فوق العادت طور پر پوری ہو گئی ہو بجز خدا کے رسول کے اور کوئی شخص قادر نہیں ہو سکتا۔ ایسا انکار جو عناداً کیا جائے ہر گز کسی ایماندار کا کام نہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۶،۱۳۷)

لوگوں کے نفعوں سے اور کینوں سے بچا ہوتا ہے
جس کا کوئی بھی نہیں اُس کا خدا ہوتا ہے
بے خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت
اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جُدا ہوتا ہے

اسی طرح فرمایا:۔
"حسب اقرار شوکانی (مصنف توضیح) صاحب کسوف خسوف کی پیش گوئی بلاشبہ رفع کے حکم میں ہے بلکہ یہ پیش گوئی مرفوع متصل حدیث سے بھی صدہا درجہ قوی تر ہے کیونکہ اس نے اپنے وقوع سے اپنی سچائی آپ ظاہر کر دی اور قرآن شریف نے اس کے مضمون کی تصدیق کی اور نیز قرآن شریف نے اس کے مقابل کی ایک اور پیش گوئی فرمائی یعنی اونٹوں کے بیکار ہونے کی پیش گوئی۔ اس زمینی نشان کا ذکر آسمانی نشان یعنی کسوف خسوف کا مصدق ہے کیونکہ یہ دونوں نشان ایک دوسرے کے مقابل پڑے ہیں اور ایسا ہی توریت کے بعض صحیفوں میں اس کی تصدیق موجود ہے اور یہ مرتبہ ثبوت کا کسی دوسری حدیث مرفوع متصل کو جس کے ساتھ یہ لوازم نہ ہوں حاصل نہیں"۔
(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۴ حاشیہ)

اسی طرح فرمایا:۔
ماسوا اس کے جبکہ مضمون اس حدیث کا جو غیب کی خبر پر مشتمل ہے پورا ہو گیا تو بموجب آیت کریمہ فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (الجن :۲۷،۲۸) قطعی اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس کا راوی بھی عظیم الشان آئمہ میں سے ہے۔ یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ۔ تو اب بعد شہادت قرآن شریف کے جو آیت فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً سے اس حدیث کے منجانب رسول ہونے پر سند مل گئی ہے پھر بھی اس کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سمجھنا کیا یہ دیانت کا طریق ہے؟۔ اور کیا آپ لوگوں کے نزدیک اس اعلیٰ درجہ کی پیش گوئی پر بجز خدا کے رسولوں کے کوئی اور بھی قادر ہو سکتا ہے ؟۔

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER
PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933